لا تستصغر عدواً ولو کان حقیراً ٥

(حقیر سے حقیر دشمن کو بھی چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے)

جان کی دشمن

مکھی

از

مولوی محمد اسد اللہ صاحب حیدرآبادی

حسب ایماء

عالی جناب پروفیسر فیروزدین مراد صاحب

بی - اے ، ایم - ایس - سی

پریزیڈنٹ سائنٹیفک سوسائٹی

(سات تصاویر)

انتخاب پریس

جواہرلال نہرو روڈ ، حیدرآباد (اے - پی)

طبع سوم قیمت (ایک روپیہ)

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

فہرست مضامین

دیباچہ	از پروفیسر فیروز الدین مراد صاحب بی - اے ، ایم - ایس - سی	۱
عرض حال	از مؤلف	۵
مقدمہ	متعدی امراض کے اسباب - توارث کا اثر	۸
فصل اول	مکھی کی حقیقت - توالد و تناسل ، ساخت ، جراثیم اور بیماریاں	۱۰
فصل دوم	مکھی کے حالات - مکھی کی قے اور فضلہ ، متعدی بیماریوں کا شیوع	۱۹
فصل سوم	کارخانہ قدرت پر سرسری نظر - تنازع اللبقا ، مکھی کے دشمن	۲۸
فصل چہارم	مکھی سے احتیاط اور انسداد کی تدابیر	۳٤
فصل پنجم	طویلہ کی مکھی کے حالات اور خاتمہ	٤۸

فہرست تصاویر

۱ -	گھر کی مکھی	آغاز کتاب
۲ -	مکھی کا انڈا	۱۱
۳ -	انڈے میں سے کرم نکل رہا ہے	۱۱
٤ -	مکھی کے قدموں کے نشانات	۱۵
۵ -	مکھی کے پاؤں جو جراثیم سے ملوث ہوتے ہیں	۱۵
٦ -	مکھی کی کٹی کٹی بڑی تصویر	۲۷
۷ -	مکھی کا تسلط عالمگیر ہے	٤۵

مقدمہ

امراض متعدی کے اسباب اور زمانہ گذشتہ و موجودہ میں انسانوں کی غفلت

ماہرین فن طبابت نے بیماریوں اور ان سے بے وقت کی اموات کی جانچ پرتال کی تو معلوم ہوا کہ بیماریاں جراثیم سے پیدا ہوتی ہیں جو ہمیشہ انسانوں کے درپے آزار اور موقع کی تاک میں لگے رہتی ہیں۔ جس طرح بیماریاں مختلف ہیں اسی طرح جراثیم بھی مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد کا شمار کرنا ناممکن ہے۔ آفت تو یہ کہ دشمن پاس ہوتا ہے اور خبر نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے انہوں نے سیکڑوں اور ہزاروں سال سے انسانوں اور حیوانوں پر خوب دل کھول کر زیادتیاں کیں بیمار راضی برضا جو گزرتی سہ لیتے تھے۔ علاج کرنے پر بھی شفا نہیں ہوتی تھی کیونکہ جب بیماری پہچانی نہیں گئی تو دوا سے فائدہ ہونا معلوم اس پر روتے جھینکتے صحت ہوئی تو ادھوری اور عارضی کیونکہ چور تو کمین گاہ میں چھپا رہتا تھا یہ صرف نشانہ کو ٹھیک ٹھاک کرتے تھے مگر یہ سب باتیں اب پرانی ہوگئی ہیں۔ زمانہ نے اپنا رنگ بدلا ہے۔ اب اکثر بیماریوں کے اسباب اطبا کی دوربین نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔ کوئی نئی بیماری ظاہر ہوئی تو لگے ہاتوں اسکے سبب کی ٹوہ شروع ہوجاتی ہے اور دفعیہ کی بہتر سے بہتر تدبیر کا کھوج لگا لیتے ہیں۔ اور ہم دیکھتے کہ علوم و فنون کی ترقی کے ساتھ ساتھ کوششیں بھی بارآور ہورہی ہیں۔

دنیا میں ہر بیماری کا علاج ہے مگر لاپروائی کی دوا لقمان کے پاس بھی نہیں۔ انسان خود اپنا آپ تھوڑا بہت بھی خیال نہ کرے تو حیف ہے خود جن کی جان جوکھم میں ہو وہ تو کانوں میں انگلیاں دھر کر

لگے رہیں عیش و عشرت کے مزے لوٹنے میں تو پھر ایسی کسی کو کیا پڑی ہے کہ خواہی نخواہی ان کے سر ہو اور کان میں ڈھول بجا بجا کر کہتا پھرے کہ دیکھو دشمن دروازے پر ہے اُٹھو گے بھی یا یوں ہی اپنی زندگی کو عیش و عشرت کی نذر کروگے۔

توارث کا اثر

یہ خود اوندھے منہ گڑھے میں گرتے تو گرتے۔ غضب یہ ہے کہ ماں باپ کی بداعمالیاں تین تین چار چار پشت تک اولاد کے گلے کا ہار ہوتی ہیں۔ ماں باپ کی جسمانی اور دماغی کمزوریوں کا اولاد کے حصہ میں آنا ایک مسلمہ بات ہے۔ مانا کہ بچہ ماں کے پیٹ سے بیماری میں مبتلا ہوکر نہ نکلے مگر یہ ضرور ہے کہ جن بیماریوں میں اسکے باپ دادا مبتلا رہ چکے ہوں ان کے قبول کرنے کی صلاحیت اور قابلیت ضرور ساتھ لیتا آتا ہے۔ اسی بنا پر ایک بڑی ذمہ داری اور اہم فریضہ ماں باپ پر عاید ہوتا ہے۔ جس طرح کسان اپنی زمین کو مختلف تدابیر سے زرخیز بنا دیتا ہے اسی طرح انسان بھی چاہے تو اپنی نسل اور قوم کی فلاح و بہبود کے لئے بہت کچھ کرسکتا ہے۔ جو انسان صرف خواہشات نفسانی اور جذبات حیوانی کی تکمیل کے پیچھے پڑا رہے اس کو انسان کہنا حقیقت میں انسانوں کو بدنام کرنا ہے کیونکہ اس کی ہر حرکت سیدھے راستہ سے ہٹی ہوئی اور خود اس کے اور انسانوں کے حق میں مضر ثابت ہوگی۔ حق تو یہ ہے کہ انسان کو انسان بننا آسان نہیں۔ خود اپنے نفس کے حقوق اپنے اہل و عیال کے حقوق، اپنی قوم اور ملک کے حقوق کی حفاظت و نگہداشت ایسی ذمہ داریاں ہیں کہ اچھے اچھوں کو ان کے پورا کرنے میں لغزش ہو جاتی ہے۔

جراثیم اور ان کا منتقل ہونا

بیماریوں کا سبب جراثیم ہوتے ہیں۔ مگر یہ خود بخود نقل و حرکت کرکے ہمارے جسم میں داخل نہیں ہوسکتے کبھی تو یہ ہوتا ہے کہ کام کاج میں یہ ہمارے ہاتھوں سے لگ لپٹ

کر چلے آتے ھیں اور کھانے پینے کے وقت ہمارے منہ تک وہ پہنچ جاتے ھیں پھر سانس اور غذا کے ذریعہ سے شش اور معدہ میں ان کا عمل دخل ہوتا ھے۔ دانتوں کے میل سے ان کی نشو و نما کو اس قدر سہولت ہوتی ھے کہ ایک سے ہزار ہو جاتے ھیں۔ اس لئے ہر وقت اور خصوصاً رات میں دانتوں کا صاف رکھنا صحت کے لئے بے حد ضروری ھے -

مکھی جان کی دشمن مکھی جان کی دشمن اس لئے ھے کہ ان جان لیوا جراثیم کو خفیہ خفیہ ہر وقت انسانوں تک اس طور پر پہنچاتی رہتی ھے کہ ان بیچاروں کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ اس کی بدولت جراثیم ہرجگہ منتقل ہوتے اور متعدد بیماریاں پیدا ہوتی ھیں اس پر بھی ہماری غفلت عبرت کے قابل ھے کہ اس خطرناک مکھی کی مطلق پروا نہیں کرتے -

فصل اول

مکھی کی حقیقت

تجزیہ :- مکھیوں کا توالد و تناسل، مکھی کی ساخت، مکھی پر جراثیم کا انبوہ کثیر، مکھی کے ذریعہ بیماریوں کا منتقل ہونا، ہماری غفلت اور اس کے برے نتائج -

عوام کے سامنے اگر یہ کہا جائے کہ مکھی بیماریوں اور انسان کی ہلاکت کا سامان مہیا کرتی ھے تو ضرور کہنے والا دیوانہ اور سڑی سمجھا جائیگا کیونکہ خوان نعمت پر مزے مزے کے کھانے چنے ہوتے ھیں تو کس کو خیال ہوتا ھے کہ ان میں مکھیوں نے کیا زہر ملایا ھے اور کس کو گمان ہوتا ھے کہ کھانا معدہ میں پہنچکر اینٹ سے اینٹ بجاکر رہیگا۔ مگر کوئی جانے یا نہ جانے حقیقت یہی ھے کہ مکھی ہے ڈرنے کی چیز۔ بچہ سے

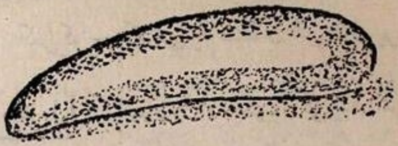

تصویر نمبر (۲)

اس شکل میں مکھی کا انڈا کئی گنے بڑا دکھایا گیا ہے - سڑے گلے پتے ، کوڑے کرکٹ اور غلاظت وغیرہ پر مکھی وقت واحد میں کم و بیش (۱۵۰) انڈوں کے جھول دیتی ہے -

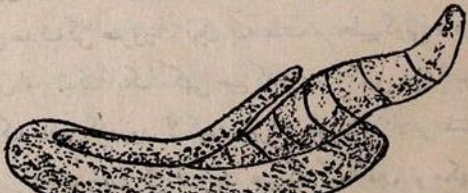

تصویر نمبر (۳)

اس شکل میں مکھی کا انڈا جس سے کرم پیدا ہو رہا ہے کئی گنے بڑا کرکے دکھایا گیا ہے یہ کرم غلاظت میں نشو و نما پاکر کوئی ہفتہ بھر میں شرنقہ بن جاتا ہے اور دوسرے ہفتہ میں اچھی خاصی پروالی مکھی بن کر اُڑ جاتی ہے -

لیکر بوڑھے تک ، امیر سے لیکر فقیر تک کسی کو اس کے فتنہ و شر سے امان نہیں اور امان ملے تو آخر کیونکر ملے اس لئے کہ ہم نے دشمن کو دشمن بھی تو نہیں جانا اتنا ضرور جانتے ھیں کہ بیماریاں جراثیم سے پیدا ہوتی ھیں مگر یہ کس کو خبر کہ ھے یہ شیطان اس ظالم پر سوار آتے ھیں ۔

مکھیوں کا توالد و تناسل

اب ذرا ان مکھیوں کی پیدائش اور نشو و نما کو دیکھئے سڑے گلے پتے ، کوڑے کرکٹ اور گندہ چیزوں وغیرہ پر مکھی وقت واحد میں کوئی ڈیڑھ سو انڈے دیتی ھے اور یہ انڈے کوئی چار پہر کے اندر ہی اندر کرم بن جاتے ھیں بلکہ یوں کہئے کہ کرم کی صورت پیدا کر لیتے ھیں جو ان ہی گندہ چیزوں میں نشو و نما پاتے ھیں اور کوئی ایک ہفتہ بھی نہیں گزرنے پاتا کہ ایک اور حالت بدلتے ھیں جس کو شرنقہ کہتے ھیں ۔ دوسرے ہفتہ کے بعد دیکھو تو نہ انڈے ہی رہے اور نہ شرنقہ بلکہ اچھی خاصی مکھیاں بن کر اُڑ گئیں اور ابھی اُڑی بھی نہ تھی کہ انڈے دینے لگیں اور پھر وہی سلسلہ جاری ہوگیا ۔ اس پورے سلسلے کیلئے کسی لمبی چوڑی طول طویل مدت کی ضرورت نہیں یہ سب مرحلے کوئی دس دن میں طے ہوجاتے ھیں اور ایک ایک مکھی سے کڑوروں مکھیاں پیدا ہوتی ھیں جن میں سے ہر ایک مکھی کڑوروں لاکھوں جراثیم کو ادھر ادھر منتقل کر سکتی ھے مگر یہ بھی عجب خدا کی قدرت ھے کہ گرما میں تو مکھیوں کی یہ گرم بازاری ہوتی ھے جاڑوں میں ان کی جان کے لالے پڑ جاتے ھیں اکثر و بیشتر تو جاں بر نہیں ہوتیں بعض کونوں ، گوشوں میں کواڑوں ، چوکھٹوں کی درازوں میں جہاں پناہ ملی موقع کو غنیمت جان کر جان بچا لیتی ھیں اور انہیں سے پھر آگے کو مکھیوں کی نسل بڑھتی ھے اور ہم پر نت نئی مصیبتیں آتی ھیں ان مصیبتوں کا انسداد اگر ہوسکتا ھے تو اسی سے کہ جاڑوں میں مناسب طریقوں مثلاً دھونی وغیرہ سے مکھیوں کو ختم کردیا جائے ۔

مکھی یوں تو ایک جھول انڈے دینے کے بعد بھی مرجاتی ھے

مگر عموماً یہ ہوتا ھے کہ عمر بھر میں کم از کم تین چار جھول انڈے دیتی ھے۔ فرض کیجئے کہ اگر ایک مکھی جاڑوں میں کہیں نہ کہیں بچ رہی تو موسم گرما میں خوب کھا پی کر انڈے ضرور دے گی اور فرض کیجئے کہ اسنے اپنے موقع سے (۱۵۰) انڈے دئے اور ان تمام انڈوں سے مکھیاں بھی پیدا ہوئیں اور پھر ان مکھیوں کی جب نوبت آئی تو انہوں نے بھی انڈے دئے اور ان سے بھی مکھیاں پیدا ہوئیں تو اس طرح سے صرف ایک مکھی سے (٦٤٨٨٥٦٠٠٠٠٠٠) مکھیاں ایک موسم میں پیدا ہوسکتی ھیں اور اگر ایک مکھی ایک جھول کی بجائے تین جھول انڈے دے تو ان کے شمار کے لئے اچھے خاصے ریاضی دان کی ضرورت ہوگی۔

اب اگر جاڑوں میں کسی نے ایک مکھی کو مارا تو اس کے یہ معنی ھیں کہ گرمیوں میں اتنے کروڑ مکھیوں کو مارا اور مکھیوں کو نہیں مارا بلکہ اس مرد خدا نے صدہا مخلوق کی جان بچائی۔ کیونکہ ہر مکھی کیساتھ سیکڑوں کیا معنی ہزاروں اور لاکھوں جراثیم ہوتے ھیں اور ان موذیوں کی نشو و نما اور پیدایش کے سلسلے کا یہ حال ھے کہ دیکھتے ہی دیکھتے حد و شمار سے باہر ہو جاتے ھیں اور ایک لشکر کثیر ہماری تباہی کے لئے تیار ہو جاتا ھے۔

مکھی کی ساخت مکھی کے اعضا اور جسمانی ساخت پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ یہ اس کے کاروبار کے لئے نہایت ہی موزوں اور مناسب ھیں۔ مگر کمبخت کے کاروبار ہی کچھ ایسے انسانوں کے لئے خطرناک واقع ہوئے ھیں کہ الحذر و الاماں۔ گندہ سے گندہ مقامات اس کے مسکن ہوتے ھیں۔ غلیظ سے غلیظ چیزیں اس کی غذائیں ھیں۔ پیدا بھی ہوتی ھے تو بدبودار چیزوں سے اور پرورش بھی پاتی ھے تو انہی ماحول میں اس کا منہ اس طرح کا ہوتا ھے کہ اس سے صرف چوسنے کا کام لیا جاسکتا ھے دوسری قسم کی مکھیوں کی طرح نیش زنی کی توقع اس سے نہیں کی جاسکتی

اس کے چھ پاؤں ہوتے ھیں اور ہر پاؤں میں دو دو انگلیاں ہوتی ھیں اسکے علاوہ ہر ایک پاؤں میں ایک بہت چھوٹا سا تکیہ لگا ہوتا ھے جس پر بہت سے باریک بال ہوتے ھیں اور جس میں سے چپچپا سا مادہ نکلتا رہتا ھے اوپر سے نیچے اترنے اور صاف چکنی سطح پر چلنے پھرنے میں اس سے اس کو بیحد مدد ملتی ھے - اس کے جسم پر بال اس قدر ہوتے ھیں کہ خرد بین سے دیکھنے میں بالکل بھدی اور مکروہ سی نظر آتی ھے - مکھی کی ساخت اور ھئیت کا بغور معائنہ کرنے کے بعد صاف سمجھ میں آجاتا ھے کہ کس طرح بیماریوں کے جراثیم اس کے ذریعہ ہر طرف پہنچتے ھیں -

شرنقه کی حالت سے جب مکھیاں صورت بدلتی ھیں تو پہلے تو خوب جی بھر کر سڑی گلی گندہ اور بدبودار چیزوں سے پیٹ بھر لیتی ھیں پھر اُن ہی گندہ مقامات میں جہاں جراثیم کی کوئی انتہا نہیں ہوتی انڈے دیتی ھیں انڈے دے دلا کر ان کا قافلہ گھروں میں پہنچتا ھے - ہم تو یہ سمجھتے ھیں کہ مکھیاں چلی آرہی ھیں اور اس کہ خبر نہیں ہوتی کہ ان کے ہمراہ ہمارے قاتل ایک نہیں ہزاروں گھر میں گھس پڑے - کیونکہ ایک ایک مکھی لاکھوں جراثیم کو بلا تکلف ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا سکتی ھے اور جس گندگی میں ڈوب کر نکلتی ھے اگر اس میں بیماریوں کے جراثیم ہوں اور نہونا تعجب ھے تو پھر ان کے قافلے کے قافلے اس کے ساتھ ہو لیتے ھیں -

مکھی پر جراثیم کا انبوہ کثیر

گھر اور بازاروں میں ہم رات دن دیکھتے ھیں کہ کھانے پینے کی چیزوں پر مکھیاں بھنبھناتی اور ٹوٹی پڑتی ھیں - اس سے ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ھے کہ بیماریوں کے جراثیم کا ہمارے کھانے پینے کی چیزوں تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ ھے تو یہی مکھیاں ھیں - اسی وجہ سے سائنس والوں نے کہا کہ لاؤ مکھی کو خرد بین سے دیکھیں - اُنہوں نے نہ صرف مکھی کو دیکھا بلکہ جراثیم کا شمار کرنا

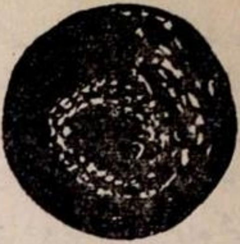

تصویر نمبر (٤)

سفید نقطے مکھی کے قدم کے نشانات ہیں جو ایک جیلیٹن کی پلیٹ پر چل رہی تھی چند گھنٹے بعد نشانات پر چار کروڑ ساٹھ لاکھ جراثیم تپ لازم۔ نمونیا وغیرہ بیماریوں کے پائے گئے تھے۔

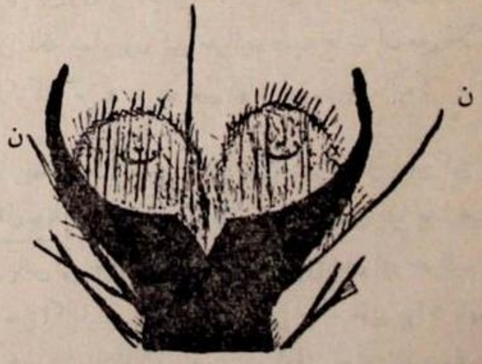

تصویر نمبر (٥)

مکھی کے پاؤں کی کئی گنے بڑی تصویر۔ ن ن ناخن کی انگلیاں ت ت چپچپا تکیہ جس سے متعدی بیماریوں کے لاکھوں کروڑوں جراثیم لپٹے ہوتے ہیں۔

بھی شروع کیا تو اکثر و بیشتر مکھیوں کے ہر ہر عضو پر درجن سے لیکر ہزاروں تک جراثیم پائے گئے - اس کے بعد انہوں نے کہا کہ مکھی جہاں سے گزرے ذرا اس کو بھی دیکھ لیں - پھر خرد بین اٹھائے اور دیکھنے لگے تو خدا کی پناہ اُسکے قدم قدم پر جراثیم کے کارواں پائے گئے جن کا یہ حال کہ ذرا سی مہلت میں سیکڑوں کے ہزاروں ہوجائیں - اسی طرح سے مکھی کو دودھ وغیرہ میں ڈبو کر متعدد تجربے کئے گئے جن سے صاف ظاہر ہوگیا کہ مکھیوں کو گھر میں جگہ دینی سینہ پر سانپ کو پالنا ھے جس سے اپنی اور دوسروں کی جان ہمیشہ خطرہ میں پڑی رہے - ان سب باتوں کے باوجود بھی ہم دیکھتے ھیں کہ جہاں کہیں بیمار دم توڑتے ہوں ان کے آس پاس متاثر اشیاء اور غلاظت پر مکھیاں ٹوٹ پڑتی ھیں اور خوب کھا پی کر اور ان میں لوٹ پوٹ کر جب لوٹتی ھیں تو جہاں کہیں کوئی دریچہ کھلا پایا داخل ہوگئیں اور سیدھے دسترخوان یا باورچی خانہ میں کھانے پینے کی چیزوں پر دم لیا - جس سے یہ نہ صرف ان کو غلیظ اور ناس کرتی ھیں بلکہ بیماریوں کے جراثیم چپ چاپ ان میں ملا دیتی ھیں کہ لو آنکھیں بند کرکے مزے مزے سے کھاؤ اور تڑپ تڑپ کر جان دو -

مکھی کے ذریعہ امراض کا منتقل ہونا | متعدی بیماریوں کے منتقل ہونے کے اور بھی کئی طریقے ھیں - کہیں کوئی مریض پڑا ہوتا ھے تو مکھیاں اس کے آس پاس کی چیزوں پر بھنبھناتی رہتی ھیں اور جراثیم ان پر جمع ہوتے رہتے ھیں اگر ایسے میں کسی باورچی خانہ سے ہوا کا جھونکا آئے تو گویا مکھیوں کے لئے بلاوا آیا - فوراً چل کھڑی ہوئیں اور بیماری کے جراثیم کو ہمسایہ کے گھر میں پہنچا دیا -

مکھی اس کی بالکل محتاج نہیں کہ کھانے پینے کی چیزیں پتلی اور گیلی ہی ہوں خشک چیزوں کو وہ اپنے تھوک سے گیلی کرلیتی ھے اور پھر چوس لیتی ھے قند یا مصری کی ڈلی پر جب مکھی بیٹھی رہی تو خرد بین

سے اس کا تجربہ کیا جا سکتا ہے مکھی اس میں کلام نہیں کہ گندہ اور گندگی میں رہنے والی ضرور ہے مگر جب گندگی سے نکل کر گھروں میں داخل ہوتی ہے اور ہمارے کھانے پینے کی اشیاء پر بیٹھتی ہے تو اس وقت اس کو کچھ صفائی کا خیال دامنگیر ہوتا ہے۔ اپنے بدن سے غلاظت جھاڑتی ہے تو جراثیم کی چاروں طرف بوچھار ہوتی ہے جو ہمارے جزو طعام بن جاتے ہیں۔

جراثیم کے پہنچنے کی ایک اور مثال دیکھیے ننھی سی جان دنیا و مافیہا سے بے خبر میٹھی نیند جھولے میں سو رہی ہے اور ظالم مکھی ام الصبیان کے جراثیم سے بھری ہوی اس کے نازک ہونٹوں پر بیٹھ گئ؛ اب جراثیم اس کے منہ اور حلق تک نہ پہنچیں تو کیا ہوں ادھر جراثیم پہنچ گئے اُدھر آیہ نے بچے کے جاگتے ہی دودھ پلا دیا۔ اتنی سی جان اُسکو کیا خبر کہ کیا ہونے والا ہے۔ ہمک ہمک کر دودھ پی لیا اور ان جراثیم کا کاروان معدہ میں پہنچ کر اس کی جان کے درپے ہوگیا۔ غرض ذرا ذرا سی بے احتیاطیوں سے مصیبتوں کا سامنا ہوجاتا ہے اور مکھیوں کا تو صبح سے شام تک دھندا یہی ہے کہ انسانوں کے حق میں کانٹے بویا کریں۔ یہ دعوی ہی دعوی ہے کہ ہم تمام مخلوقات پر حاوی ہوگئے۔ حقیقتہ یہ ہے کہ ان مکھیوں اور جراثیم سے خود انسانوں کو پناہ نہیں۔ ان کے مقابلہ سے ہم عاجز ہیں اور اسی طرح سے عاجز رہیں گے۔ جب تک کہ غفلت کی پٹیاں آنکھوں پر بندھی کی بندھی رہیں۔

ہماری غفلت اور اسکے برے نتائج

زندگی کی شاہراہ پر غور سے دیکھیے تو قدم قدم پر تباہی و بربادی کے دام بچھے ہوے ہیں۔ یہاں تو ضرورت اس کی ہے کہ انسان پھونک پھونک کر قدم رکھے ورنہ اس کا سلامتی کے ساتھ منزل مقصود اور عمر طبعی کو پہنچنا معلوم۔ اور بد قسمتی سے ہوتا یہی ہے کہ بہت سے غنچے کھلنے بھی نہیں پاتے مرجھا جاتے ہیں سیکڑوں اور ہزاروں ماں باپ کے دلوں پر جگر گوشوں کے چھوٹی سی عمر میں چل بسنے

گھر کی مکھی

یہی وہ دشمن جان ہے جو انسان کی ہلاکت کے لئے متعدی بیماریوں کے بے شمار جراثیم اپنے بالوں اور پاؤں کے ساتھ چمٹا کر اور اپنے معدہ میں بھر کر جگہ بہ جگہ پہنچاتی پھرتی ہے غافل انسان اس کو بلا روک ٹوک اپنی آبادی میں رہنے سہنے دیتا ہے اور اسے اپنے کھانوں پر دعوت دیکر خود اپنی ہلاکت کا سامان پیدا کرتا ہے ۔

(اس تصویر کا اصلی نمونہ کامل ایک برس کی مسلسل محنت کے بعد ایک امریکن سائنس داں نے بنایا تھا ۔ اس تصویر میں مکھی کے مختلف اعضاء کا باہمی تناسب بالکل اصل کے مطابق ہے)

کی چوٹ ہوتی ھے اور بہت سے ایسے بھی ملیں گے کہ ان کو نوجوان اولاد نے بڑھاپے میں ایسا داغ دیا کہ مدتوں تک رہ رہ کر جگر میں ٹھیس اُٹھتی ھے۔ اس بے وقت کی موت کی کوئی وجہہ ہوسکتی ھے تو یہی کہ مائیں جن کی گودیوں میں بچے پرورش پاتے ھیں حفظان صحت کے اصول سے عموماً بے بہرہ اور ناواقف ہوتی ھیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ھے کہ ان کے آنکھوں کے تارے گودیوں سے اتر کر چلنے پھرنے لگے بھی تو ہاتھہ پاؤں کے ایسے کمزور اور قوی کے ایسے منحنی کہ دفاع مضرات کی قوت ان کے امکان سے باہر۔ اس پر طرہ یہ کہ ان کا ہر ایک کام بے ڈھنگا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا، اُٹھنا، بیٹھنا سب بے وقت اور بے ترتیب۔ بے اصولی زندگی کا ادھر یہ حال اور اُدھر مکھیوں اور جراثیم کا لشکر کا لشکر ہاتھہ دھوکر پیچھے پڑا ہوا۔ نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ھے کہ ابھی ابھی بی بی اور شوہر چین سے زندگی بسر کررھے تھے کہ اتنے میں بی بی کا ساتھہ چھوٹا اور شوہر جگر تھامے رہ گیا۔ ننھے ننھے بچوں کی آنکھوں سے ابھی آنسو خشک ہونے نہ پائے تھے کہ باپ کا سایہ بھی سر سے اٹھہ گیا۔ اکثر گھروں اور کنبوں میں اس قسم کے حادثے ہوتے رہتے ھیں اور ایسے دردناک واقعات پیش آتے ھیں کہ پتھر کا دل بھی پسیچ جائے۔ اس میں نہ کوئی قسمت کا قصور نہ قدرت پر الزام۔ قوانین قدرت صاف صاف ھیں۔ ان کے خلاف چلو تو سزا بھی بھگتو۔ حفظان صحت کے اصول کو نظر انداز کردوگے تو ضرور کمزور اور نحیف ہوگے اور دفاع مضرات کی قوت لامحالہ گھٹ جائے گی۔ پھر اگر غنیم نے موقع پاکر حملہ کردیا تو حواس گم اور اوسان خطا ہوگئے۔ مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

فصل دوم

مکھی کے حالات

تجزیہ :- مکھی کی قے اور غلاظت ۔ مکھی کے شر سے آگہی ۔ تپ لازم سے بچنے کی تدابیر ۔ مکھی کی دوڑ دھوپ اور متعدی بیماریوں کا شیوع ۔ انسان کا تمدنی اور معاشرتی فریضہ ۔

مکھی کی قے اور فضلہ صفحات بالا کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوگیا ہوگا کہ مکھی کے جسم کا بیرونی حصہ سرتاپا جراثیم سے بھرا ہوا ہوتا ہے ۔ اس کے علاوہ اس کا معدہ اور اندرونی حصہ بھی بیرونی جسم کی طرح ان سے بھرپور ہوتا ہے مکھی فطرتاً کچھ ایسی حریص اور پیٹو واقع ہوئی ہے کہ کھانے سے کسی طرح اس کا جی سیر نہیں ہوتا اس پر اس کا رجحان دیکھو تو مکروہ سے مکروہ اور غلیظ سے غلیظ اشیاء اس کی مرغوب اور پسند تر غذائیں ہیں اور عموماً ان اشیاء میں مختلف بیماریوں کے جراثیم ہوتے ہیں جن پر اس کے معدہ کے عمل اور حرارت کا کوئی اثر نہیں ہوتا ۔ کیونکہ اس کے عرق معدہ کا اثر تو صرف ان اجزاء پر ہوتا ہے جو نباتاتی ہوتے ہیں اور جن میں غذائیت ہوتی ہے اور وہی گھل مل کر اس کے جز و بدن ہو جاتے ہیں ۔ باقی جراثیم جوں کے توں صحیح سالم اس کی نجاست کے ساتھ معدہ سے خارج ہوجاتے ہیں ۔ اس لئے گھر یا دکانوں کی جن چیزوں پر مکھیوں کی غلاظت ہو ان سے بچنا بے حد ضروری ہے کیونکہ غلاظت میں جراثیم کا ہجوم ہوتا ہے ۔ گھروں میں غلاظت سے بچنے کا کافی بند وبست ہونا چاہئیے تاکہ اس کی غلاظت کے نشانات کھانے پینے اور برتنے کے سامان پر آنے ہی نہ پائیں ۔ بازاروں میں اس سے

بچنے کی یہی تدبیر ہے کہ جس دکان میں مکھیاں بھنبھناتی ہوں اور دکانداروں کو صفائی کا خیال اور مکھیوں سے سامان کے حفاظت کی فکر نہو وہاں کی خرید و فروخت یک لخت بند کردیں۔ یہ ہرگز خیال نہ کرنا چاہئے کہ مکھیوں کی غلاظت کے خشک ہونے کے بعد کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ ان میں جراثیم جو ہوتے ہیں وہ اس کے خشک ہونے پر بھی زندہ ہوتے ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ فوراً ہمارے حق میں کوئی زہر نہیں اُگل سکتے۔ موقع کے منتظر رہتے ہیں ذرا سی نمی پہنچی اور انہوں نے زور باندھا۔ رہا ان کی نجاست اور غلاظت سے نجات کا حاصل ہونا تو جب تک مکھیاں گھر میں موجود ہوں گی یہ بات قطعاً ناممکن ہے۔ اس غلاظت کے علاوہ مکھیاں چونکہ فطرتاً حریص ہوتی ہیں جب کبھی انہیں موقع ملتا ہے ایک دوسرے کی سبقت کے خیال سے ٹھونس کر ضرورت سے زیادہ نہایت عجلت سے کھاجاتی ہیں اور ہمارے گھروں میں کھانے پینے کی اشیاء پر بیٹھ کر بڑے اطمینان سے تھوڑا تھوڑا اُگلتی جاتی ہیں اور دوبارہ چبا چبا کر کھاتی ہیں۔ تاہم تھوڑا بہت اُگلا ہوا رہ ہی جاتا ہے جس میں سینکڑوں ہزاروں بیماریوں کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اکثر اشیاء پر جن پر مکھیاں بیٹھی ہوں چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے دو طرح کے نشانات پائے جاتے ہیں جن میں بڑے تو ان کی نجاست کے ہیں اور دوسرے چھوٹے اس اُگلی ہوئی چیز سے جو باقی رہ جاتا ہے اُس کے۔ غرض ان دونوں طریقوں سے جراثیم کثرت سے ہمارے کھانے پینے کی چیزوں تک پہنچ جاتے ہیں مگر ان باتوں کو جانے کون؟ اور نہ جاننے کی وجہ سے اکثر ہم خود اپنے ہاتوں سے اپنے پانوں پر کلہاڑی مارتے اور دوسروں کو بھی ایسا زبردست نقصان پہنچاتے ہیں کہ اس کی تلافی کسی طرح ممکن نہیں۔ ماں باپ اپنی چہیتی اولاد کو کس لاڈ پیار اور ناز و نعم سے پرورش کرتے ہیں اور ان کے راحت و آرام کے لئے کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھتے۔ ذرا سے

دکھ درد میں وہ مبتلا ہوں تو جان سے تک دریغ نہیں کرتے مگر اس کا
کبھی دھیان نہیں کرتے کہ خود ان کی لاپرواہی اور غفلت سے ان کے بچوں
کی جان عذاب میں پڑجاتی ھے۔ علاج تو پہلے اس غفلت کا ہونا چاہیے۔
بچوں کو تو رہنے دیجئے الگ۔ خود کمانے دھمانے والے پر مصیبت
آجائے تو گھر کا کیا حال ہو یہ کوئی ان ہونی باتیں نہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ھے
اور ان ہی کی نادانیوں سے ہوتا ھے۔ اب رہا اس کے لئے کوئی تدبیر۔ سو
کوئی غیبی فرشتہ کان میں آکر کہنے سے رہا۔ جوئندہ یابندہ مثل مشہور
ھے۔ جس کے پیٹ میں درد ہو وہی دوا کھائے۔ علم کا دروازہ کسی پر
بند نہیں ہر شخص کا فریضہ ھے کہ کھٹکھٹائے خود اپنے لیے اور اپنے
بھائی بندوں کے لئے معلومات کا کافی ذخیرہ جمع کرے اور عمل پیرا ہو
ورنہ نادانی کے عالم میں کوئی ناشدنی بات ہوجائے تو خون اس کی گردن پر
رہے گا کیونکہ نہ جاننا اس کی غلطی ھے۔

خیر اس تمام بحث کا مطلب یہ ھے کہ گھر کی مکھیاں سر تا سر
جراثیم میں بھری ہوتی ھیں۔ جو اس کے بیرونی حصہ جسم پر ہوتے ھیں
وہ تو براہ راست یا کھانوں وغیرہ کے توسط سے ہم کو بیماریوں میں مبتلا
کرتے ھیں اور جو اندرونی حصہ جسم میں ہوتے ھیں وہ ان کی غلاظت
وغیرہ کے ذریعہ خطرہ کا باعث ہوتے ھیں۔

گو گذشتہ صدی عیسوی سے قبل جراثیم اور ان سے بیماریوں کا
پیدا ہونا کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا لیکن عقلمند آدمی آج سے
کئی سو سال پہلے اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ موسم گرما میں مکھیوں
کی کثرت ایک شگون بد اور بیماریوں کی کثرت کا پیش خیمہ ھے آجکل
خود ہمارا تجربہ بھی اس کی تصدیق و تائید کرتا ھے۔ عام لوگ اس کو
دھوپ کی شدت اور گرمی کی حدت کا نتیجہ تصور کرتے ھیں جو اگر
صحیح ہوسکتا ھے تو اس اعتبار سے کہ ان حالات میں مکھیوں کی تعداد

غیر معمولی طور سے بڑھ جاتی ھے جن کے ذریعہ سے امراض آناً فاناً اس طرح پھیلتے ھیں جیسے بن میں آگ لگی۔

جاپان کے اطبا کا خیال جاپان کے اطبا بھی آج سے کئی سال پہلے اسکے کنہہ کو پہنچ چکے تھے چنانچہ انھوں نے جنگ روس اور جاپان کے موقع پر مکھیوں کے انسداد میں بہت کوششیں کیں اور ایک حد تک بیماریوں کی روک تھام کرنے میں کامیاب بھی ہوئے۔

مکھی کے ماکولات میں گر پڑنے کے بعد احتراز لازمی ھے اس زمانے میں یہ بات ثابت ہوچکی ھے کہ مکھیوں پر صدہا تو کیا لاکھوں جراثیم ہوتے ھیں۔ ایک بھرے ہوئے دودھ کے پیالے میں مکھی کے ذریعہ بیماریوں کے لاکھوں جراثیم کا پہنچ جانا بہت ممکن اور قرین قیاس ھے جب تک کم از کم پانچ دس منٹ دودھ کو خوب جوش نہ دیا جائے ان جراثیم کا مرنا محال ہے مگر انسانوں کی لاپرواہی کی بھی کوئی حد نہیں اکثر دیکھا ہوگا کہ کھاتے پیتے وقت سالن دودھ یا چاء وغیرہ میں مکھی گر پڑتی ھے تو بڑی بے تکلفی سے نکال کر پھینک دی جاتی ھے اور ذرا بھی اندیشہ نہیں کیا جاتا حالانکہ نہ معلوم کتنی بیماریوں کے جراثیم اس مکھی سے لپٹے ہوئے تھے جو ہمارے دودھ اور چاء میں مل گئے اور ان کے ساتھ ہمارے معدہ میں داخل ہوگئے۔ شکر تو اس کا ھے کہ صحت کی حالت میں جو عرق معدہ غذا پر گرتا رہتا ھے تریاق کا کام کرتا ھے ورنہ مدت ہوئی ہوتی کہ ان بیماریوں کے جراثیم نے انسانوں کا خاتمہ کردیا ہوتا۔

تپ لازم کس کو معلوم نہیں کہ تپ لازم نہایت زہریلا اور متعدی بخار ھے عموماً خیال کیا جاتا ھے کہ مرطوب آب و ہوا کی بود و باش اور صفائی کا خاطر خواہ انتظام نہونے سے اس بیماری میں لوگ مبتلا ہوتے ھیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان امور سے بتدریج صحت پر برا اثر

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

پڑ جاتا ہے اور طبیعت میں بیماری کے قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی جاتی ہے مگر اصلی سبب یہ امور نہیں ہوتے متعدی بیماریاں بیماریوں کے جراثیم کے منتقل ہونے سے پیدا ہوتی ہیں اور جراثیم منتقل ہوتے ہیں انہیں مکھیوں کے ذریعہ - بہت ممکن ہے کہ نادانی سے یہ کہا جائے کہ بیماریوں کا متعدی ہونا اور جراثیم کا بیمار سے تندرست آدمی کے جسم میں منتقل ہونا سب خیالی تکے اور لغو اور خیالی باتیں ہیں کیونکہ بہت سے لوگوں کو تپ لازم کے بیمار کے نزدیک رات دن رہتے دیکھا ہے مگر ان پر اس متعدی بیماری کا کوئی اثر نہیں ہوا - اصل بات یہ ہے کہ مختلف انسانوں میں بیماریوں کے مقابلے کی قوتیں مختلف درجوں کی ہوتی ہیں اس لئے سب پر یکساں اثر ہونا لازمی نہیں - بعض تو اس کی لپیٹ میں ایسے آتے ہیں کہ بچ نہیں سکتے - اور بعض تھوڑی بہت مصیبت جھیل لیتے ہیں مگر آخر کار بیماری کو دھکا دے کر بڑھا دیتے ہیں اور بعض خوش قسمت خدا کے بندے ایسے بھی ہیں کہ ایک تپ لازم تو کیا اُس کے سو بیماریاں بھی آئیں تو ان کا بال بیکا نہیں کر سکتے - لیکن یہ ضرور ہے کہ گو مرض کا اثر ان پر نہو اس کے جراثیم ان کے جسم میں داخل ہوجاتے ہیں اور ان کی تعداد بڑھتی رہتی ہے جو ان کی لئے تو نہیں مگر دوسروں کے لئے خطرہ کا موجب ہوتے ہیں کیونکہ اُن کے جسم میں جو مرض کے جراثیم موجود ہوتے ہیں وہ دوسروں کو متاثر کرتے ہیں -

مرض کی فوری تشخیص دشوار ہے

اس کے علاوہ مریض کو کئی کئی دن تک مطلق خبر نہیں ہوتی اور بیماری ہے کہ اس کے جسم میں خفیہ خفیہ اپنا قابو جماتی جاتی ہے - بیماری کی علامات کا فوری ظاہر ہونا کوئی ضروری امر نہیں - جراثیم کی ابتداء زیادتی اور زہریلا اثر پیدا کرنے کی قابلیت کے لئے بھی آخر مہلت چاہئے - اور اس مہلت میں عموماً بیماری کی تشخیص اور تعین پوری طور سے نہیں ہو سکتی اور جب تک بیماری کی تشخیص ہی نہو دوسروں کو کیا خبر کہ کون بلا کس کے گلے

لپٹی ہے ۔ اس کے ماسوا بیمار اچھا بھی ہوجاتا ہے تو جراثیم ایک دم اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے بلکہ کئی دنوں تک اس کے جسم میں موجود ہوتے اور منتقل ہوتے رہتے ہیں ۔ عام طور پر لوگ بیمار کو غسل صحت دیکر سمجھتے ہیں کہ کل بل ٹلی اب کوئی ڈر کی بات نہیں حالانکہ جراثیم کا پوری طور سے دفعیہ نہیں ہوا اور اس سے دوسرے تندرست آدمیوں کے جسم میں ان کے منتقل ہونے کا کھٹکا باقی ہے ۔

تپ لازم سے بچنے کی تدبیر

غرض ان مختلف مخدوش حالتوں میں اگر بیماری سے دوسروں کو پناہ ملسکتی ہے تو صرف اسی طریقہ سے کہ رہنے بسنے کے مقام صاف ستھرے رہیں اور مکھیوں کا عمل دخل قطعاً نہ ہو ۔ مکھیاں نہ ہونگی تو جراثیم میں پر نہیں پھوٹ پڑیں گے جو بیمار سے نکل کر تندرست آدمیوں سے آ لپٹیں ۔ آفت تو آتی ہے اسی گھر کی مکھی کی کارستانی سے کہ بیمار کے آس پاس کی متاثر اشیا میں ملوث ہوکر ہم کو متاثر کرتی ہے اور ہماری جان جنجال میں ڈالدیتی ہے یہ نہو تو انسان کو بہت سی مصیبتوں کا سامنا نہو ۔

مکھی کی دوڑ دھوپ اور وبائی امراض کا شیوع

اس تمام تفصیلی وضاحت کے بعد بھی بہت ممکن ہے کہ لوگ مکھیوں سے بیماریوں کے شائع ہونے کو بخوبی نہ سمجھیں کیونکہ ان کے خیال میں تو مکھیوں کی دوڑ دھوپ زیادہ سے زیادہ ایک گھر سے دوسرے گھر تک ہوتی ہے اور وبائی بیماریاں گھر اور محلہ کا کیا ذکر شہر بھر میں پھیل جاتی ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ مکھیاں عوام کے خیال کے مطابق صرف ایک محدود دائرہ ہی میں نہیں رہتیں بلکہ ہوا زور سے چلے تو اُن کے پروں میں اتنی طاقت آجاتی ہے کہ دو دو تین تین میل بے تکان نکل جاتی ہیں اور یوں بھی ایک میل سے زیادہ فاصلہ تک معمولی اوقات میں پہنچ جاتی ہیں ۔ اس کے بارہا تجربے ہوچکے ہیں مثلاً بہت سی مکھیاں ایک جگہ پکڑی گئیں اور انہیں

رنگ کر چھوڑ دیا۔ پھر دو ایک دن کے بعد شہر کے مختلف محلوں میں مکھیاں پکڑی گئیں اور ایک ایسے رنگ میں انھیں ڈبویا کہ اگر کوئی مکھی ایک دفعہ پہلے رنگ میں رنگی جا چکی ہے تو پہلا رنگ اُس رنگ سے کیمیائی ترکیب پاکر معاً آسمانی ہو جاوے ورنہ صرف یہی رنگ چڑھا رہے غرض بہت سی مکھیوں کو دوسری دفعہ رنگنے سے معلوم ہوا کہ وہ پہلے بھی رنگی جا چکی تھیں۔ اس سے صاف و صریح طور پر پتہ چل گیا کہ مکھیاں کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہیں۔ اسکے علاوہ بڑے بڑے مقامات اور اور شہروں میں سواریوں اور جانوروں کے ہمراہ مکھیوں کو دور دور تک جاتے ہوئے ہم خود روزانہ دیکھتے ہیں۔ پس ان کے ساتھ بیماریوں کے جراثیم کو بھی دور دور تک دھاوا مارنے کا موقع ملتا ہے۔

انسان کا تمدنی اور معاشرتی فریضہ

تمدنی اور معاشرتی حیثیت سے ہمارا فرض منصبی ہے کہ مکھیوں سے چشم پوشی نہ کریں کیونکہ ان سے چشم پوشی کرنے کے یہ معنی ہیں کہ در پردہ ہم دوسروں کو بیماریوں سے متاثر کرتے اور درد دکھ میں مبتلا کرتے ہیں۔ ان پر ترس کھانا اور ان کے فتنہ و شر سے غافل رہنا خود اپنی جان، اپنے بال بچوں، بھائی بندوں اور پڑوسیوں پر ستم ڈھانا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ انسان نادانی اور غفلت کے عالم میں وہاں بیدریغ گھس پڑتا ہے جہاں فرشتوں کے پر جلتے ہیں مگر یہ ایک جہالت کا خاصہ اور لوازمہ ہے اس لئے اسکو شجاعت نہیں کہتے بلکہ تہور کہتے ہیں۔ اب جب کہ ارتقا میں سیکڑوں انقلابات آچکے اور دنیا نے ہزاروں پلٹے کھائے نہ زمانہ جاہلیت ہی رہا اور نہ تہور کی ضرورت۔ علوم و فنون کی روشنی نے ہماری نظر کو زیادہ تیز کر دیا ہے اور دنیا کے بہت سے راز فاش کر دئے۔ اب بھی ہم نے اگر ان سے فایدہ نہ اُٹھایا اور پرانی لکیر کے فقیر بنے بیٹھے رہیں تو ہماری زندگی باعث ننگ ہوگی اور ہماری سمجھ بوجھ بجائے تمغہ امتیاز ہونے کے کلنگ کا ٹیکہ ہو کر ماتھے پر لگے گی۔

امریکہ اور افریقہ میں تپ لازم اور ہیضہ کے شیوع کا سبب مکھی قرار پائی

امریکہ میں جب تپ لازم پھوٹ پڑا اور لوگ پریشان ہوے تو ڈاکٹروں نے اسکے شیوع کے اسباب پر غور کرنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ جن گھروں میں طبی مشوروں پر عمل کیا گیا تھا اور دیگر ہدایات کی پابندی کے ساتھ مکھیاں بھی نیست و نابود کردی گئی تھیں وہاں گھر کے بقیہ افراد بیماری سے محفوظ رہے اور جن گھروں میں سب ہدایات کی تو لفظ بہ لفظ پابندی کی گئی لیکن مکھیوں کو آزادی رہی وہاں کئی لوگ بیماری میں مبتلا ہوئے - جنوبی افریقہ میں ہیضہ اور سوء ہضم کی شکایت بھی عموماً ہوتی ھے جس سے خصوصاً بچوں پر بیحد مصیبت آتی ھے - وہان بھی تحقیق و تفحص کا نتیجہ یہی ہوا کہ مکھیاں ہی بیماری کے منتقل ہونیکا باعث قرار پائیں اور ان کا وجود بیماریوں کے پھیلنے کے لئے لازم و ملزوم تسلیم کیا گیا جب مختلف اور متعدد تحقیقات اور تجربوں سے یہ معلوم ہو جائے کہ اکثر بیماریوں کا سبب مختلف قسم کے جراثیم ھیں جو نظر نہیں آتے اور یہ جراثیم انسانوں تک پہنچتے ھیں انہیں مکھیوں کے ذریعہ تو پھر یہ ہماری غفلت اور نادانی ھے جو ہم ان کی کچھ پروا نہیں کرتے - ہمیں چاہئے تو یہ کہ ہمیشہ مکھیوں کی ہلاکت کے درپے رہیں ورنہ اپنی اور اپنے عزیز و اقربا اور ہمسائیوں کی صحت اور بقائے زندگی کو خیر باد کہیں -

۱۵۳۷۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحنک لا علم لنا إلا ما علمتنا إنک أنت العلیم الحکیم ٥

دیباچہ

نوشتہ پروفیسر فیروز الدین مراد صاحب

بی - اے - ایم - ایس - سی

گزشتہ سال سائینٹفک سوسائٹی علیگڈھ کے سامنے ایک مختصر مضمون بعنوان « گھر کی مکھی » پڑھا گیا تھا - اس میں سائینٹفک سوسائٹی سے استدعا کی گئی تھی کہ کالج کے ڈائینگ ہال (کمرہ طعام اور مطبخ) کو منحوس اور نجس و ناپاک ، مہلک ، مارآستین مکھیوں سے نجات دلوائی جائے اس کے جواب میں ، میں نے بحیثیت صدر یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ اولاً سائینٹفک سوسائٹی کی طرف سے ایک عام فہم رسالہ مکھی کے متعلق شائع ہوکر طلباء اور عوام الناس میں تقسیم ہونا چاہئیے - دوم طلباء کو مستعدی کے ساتھ مکھیوں کے خلاف نبرد آزما ہونا چاہئیے - جہاں کہیں مکھیوں کو خوردنی اشیاء پر بیٹھا ہوا دیکھیں وہاں سے پرہیز کریں - بازار میں صرف ان دکانداروں سے سودا خریدیں جو اپنی اشیاء کو ڈھانپ کر رکھیں اور اپنے گھروں میں اصرار کے ساتھ مکھیوں کو نیست و نابود کرنیکی کوشش کریں اور اگر ڈائینگ ہال اور باورچی خانہ میں مکھیوں کے انسداد کے لئے تمام دروازوں کھڑکیوں اور روشندانوں پر جالی کے پردے نہ لگا دئے جائیں اور دیگر مناسب تدابیر مکھیوں کے اخراج کے متعلق

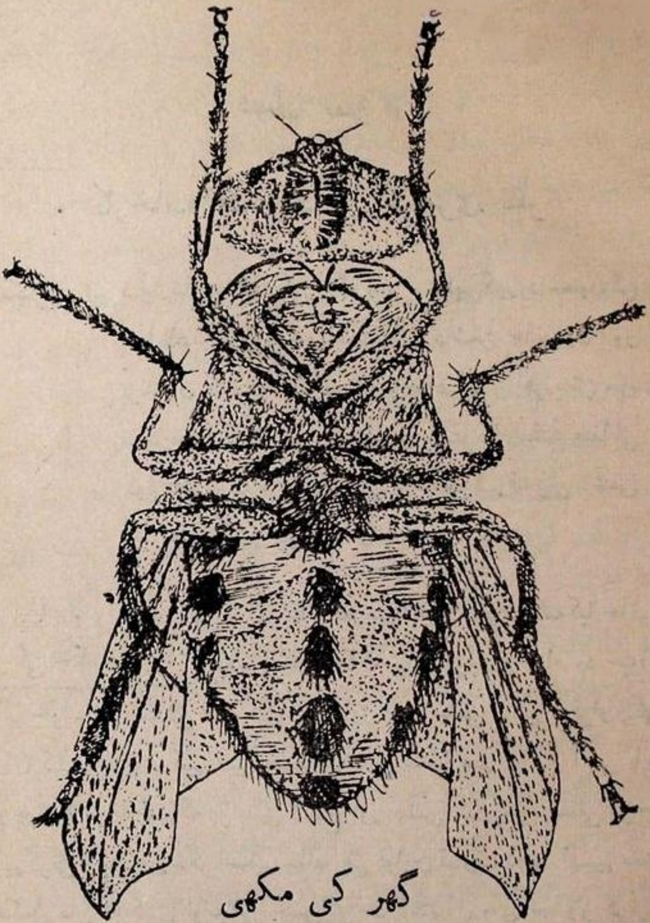

گھر کی مکھی

یہی وہ دشمن جان ہے جو انسان کی ہلاکت کے لئے متعدی بیماریوں کے بے شمار جراثیم اپنے بالوں اور پاؤں کے ساتھ چمٹا کر اور اپنے معدہ میں بھر کر جگہ بہ جگہ پہنچاتی پھرتی ہے غافل انسان اس کو بلا روک ٹوک اپنی آبادی میں رہنے سہنے دیتا ہے اور اسے اپنے کھانوں پر دعوت دیکر خود اپنی ہلاکت کا سامان پیدا کرتا ہے ۔

(اس تصویر کا اصلی نمونہ کامل ایک برس کی مسلسل محنت کے بعد ایک امریکن سائنس داں نے بنایا تھا ۔ اس تصویر میں مکھی کے مختلف اعضاء کا باہمی تناسب بالکل اصل کے مطابق ہے)

فصل سوم

کارخانہ قدرت پر سرسری نظر

تجزیہ :- دنیا تنازع اللبقا کی جگہ ہے - مکھی کے دشمنوں کی حفاظت ضروری ہے مکھی کے دشمن جانوروں اور پرندوں کا ذکر - مکھی کا وجود آغاز آفرینش میں مفید تھا لیکن اب مکھی کی بحیثیت داروغۂ صفائی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی - مکھی کے قدرتی دشمن اب عاجز کیوں ہیں -

دنیا تنازع اللبقا کی جگہ ہے

اگر عالم فطرت کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آئیگا کہ یہاں ہر ہستی خواہ وہ حیوانات سے ہو خواہ نباتات کی قسم سے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے برقرار رکھنے بلکہ ان کے ازدیاد کے لئے جد و جہد میں مبتلا ہے - اور اسی باہمی جد و جہد کا نتیجہ ہے کہ ہر ہستی ، نوع اور جنس بتدریج ارتقائی مرحلوں کو طے کرتی رہتی ہے مگر اسکے ساتھ ہی قوانین قدرت کچھ ایسے منضبط اور مکمل ہیں کہ کسی نوع اور جنس کو حد اعتدال سے تجاوز کرنے کا موقع بھی نہیں ملتا کیونکہ اعتدال کے برقرار رکھنے کے لئے مخالف اسباب بھی مہیا کئے گئے ہیں ورنہ اس اعتدال میں فرق پڑ جائے تو دنیا کا شیرازہ بکھر جائے -

انسان کا ورود اور مکھی کے دشمنوں کی تباہی

جب حضرت انسان خلیفہ بنکر زمین پر نازل ہوئے تو انہوں نے ہر جگہ دخل دینا شروع کیا اور ان کو پڑ گئی اس کی کہ ہر چیز اپنے ڈھب کی اور ہر کام اپنی مرضی

کے موافق ہو۔ بس «اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی» کا مضمون ہو گیا کہ بسا اوقات اپنے مطالب اور مقاصد کی تکمیل کے یہ ایسے پیچھے پڑے کہ کسی اور بات کا مطلق خیال نہ رہا۔ آگا پیچھا کچھ نہ سجھائی دیا تو لگے بہت سی مخلوق اور ہستیوں کو تباہ کرنے یہ سمجھ کر کہ یہ مضر اور خوفناک ہیں حالانکہ وہی ان کیلئے از حد مفید تھیں۔ اسی طرح مکھی کے دشمن چھوٹے چھوٹے جانوروں اور پرندوں وغیرہ کو جو ان کو مدد دیسکتے تھے صاف کرنا شروع کیا۔ یہ محض ان کی کم سمجھی اور نادانی تھی کہ دوست دشمن کی تمیز نہ کی۔ یا کبھی محض آرایش و زیبایش کے خیال نے اُکسایا تو بہت سی ایسی ہستیاں ان کے ہاتھوں پامال ہوئیں کہ اگر بچ رہتیں تو ان کے دشمنوں کی تباہی میں ان سے بہت کچھ مدد ملتی۔ غرض ان سے لغزشیں ہوئیں اور طرہ یہ کہ ایک زمانہ تک ٹھوکریں کھاتے رہے تب بھی سنبھلنے کا خیال نہ آیا۔

مکھی کے دشمنوں کی حفاظت ضروری ہے

ان لغزشوں سے بچنے اور اپنے دشمن مکھیوں کو تباہ کرنے کیلئے ہمیں ان کیڑں مکوڑوں پتنگوں اور بہت سے چھوٹے چھوٹے جانوروں کی تلاش اور پہچان لازمی ہے جو ان خوفناک جراثیم کے معین و مددگار مکھی کے قدرتی طور پر دشمن ہوں۔ اور نہ صرف ان کی پہچان کافی ہے بلکہ سمجھ کی بات تو یہ ہے کہ ہم ان کی جانوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی ان معلومات سے اپنی اولاد کو آگاہ کریں تاکہ از سرنو تحقیق و جستجو میں ان کا وقت رایگاں نہ ہونے پائے۔ اسکے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ اس قسم کی معلومات کا ذخیرہ نصاب تعلیم میں شامل کر دیا جائے کیونکہ سب بچوں کے ماں باپ تو ان باتوں کو نہیں جانتے اور بعض جانتے بھی ہیں تو انہیں رات دن کی جھک جھک بک بک سے اتنی فرصت کہاں کہ اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف بھی توجہ کریں۔ وہ تو اولاد کو استاد اور معلم کے حوالے کر کے یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ چلو ایک اہم فریضہ سے سبکدوش ہوئے۔ غرض نصاب تعلیم

میں ان کا شریک ہونا نہایت ضروری ہے۔ تاکہ قوم اور ملک کے ہونہار ان سے فایدہ حاصل کریں اور آئے دن کی مصیبتوں سے محفوظ رہیں۔

مکھی کے دشمنوں کا ذکر

اب مکھی کے دشمنوں کی تلاش کرو تو ایک تو ککرمتّا ملیگا کہ مکھی اس پر بیٹھ کر اُس کے زہریلے اثرات سے متاثر ہوتی ہے اور سست پڑجاتی ہے یہاں تک کہ کچھ عرصہ کے بعد مرجاتی ہے۔ خدا کی قدرت ہے کہ گرما میں مکھیوں کی کثرت ہوتی ہے تو اُس کی بھی کثرت ہوتی ہے۔ مصلحت اس میں یہی ہوگی کہ ایک معینہ تعداد سے مکھیاں بڑھنے نہ پائیں۔ مکڑی بھی جب دیکھئے اپنا جال بچھا کر ہمیشہ مکھیوں کی گھات میں لگی رہتی ہے مگر یہ کوئی زیادہ ہمارے کارآمد نہیں کیونکہ اگر اس کو گھروں میں پوری آزادی مل جائے تو اس میں شک نہیں کہ بہت سی مکھیوں سے نجات تو ملے گی لیکن اسکے ساتھ ہی گھر میں جالوں کی کثرت ہوجائے گی۔ جس سے گھر کی زیب و زینت اور رونق جاتی رہتی ہے اور اس کو صفائی پسند طبیعتیں گوارا نہیں کرسکتیں۔ لیکن گھر کے باہر باغیچوں وغیرہ میں مکڑیوں کی مخالفت سخت غلطی اور نادانی ہے۔ اس ایک مکڑی کے سوا اور قسم کی مکڑیاں بھی ہوتی ہیں جو مکھیوں کا شکار تو کرتی ہیں مگر گھر کو بے رونق بھی نہیں ہونے دیتیں مکھی کے علاوہ یہ اور بہت سے کیڑوں کو کھالیتی ہیں جو انسانوں کے حق میں مضر ہوتے ہیں۔ اس لئے ان مکڑیوں کی قدر کرنی چاہیے۔ مکھیوں کے انڈوں اور کرم کو کنکھجورے، گبریلے اور چیونٹیاں بھی کھا جاتی ہیں۔ چھپکلی اور گرگٹ بھی مکھیوں کے دشمن ہیں اور مکھیوں کا خوب شکار کرتے ہیں۔ گرگٹ تو معلوم ہوتا ہے کہ محض اسی کام کے لئے دراز زبان اور کشادہ دہن بنایا گیا ہے۔ یہ دونوں جانور نہ تو زہریلے ہیں اور نہ ہمیں کسی قسم کی تکلیف پہنچاتے ہیں۔ مکھیوں کے دشمن ہونے کی حیثیت سے ان کی حفاظت کرنا اور ان کو امان دینا ہمارا فریضہ ہے۔

مکھی کے دشمن پرندوں کا ذکر

پرندے عموماً مکھیوں کے دشمن ہوتے ھیں۔ اور تو اور ایک اور قسم کی مکھی ہوتی ھے - جو معمولی مکھیوں سے کسی قدر چھوٹی ہوتی ھے - یہ ان معمولی مکھیوں کے انڈوں میں انڈے دیتی ھے - اس کے انڈوں کے کرم ان کے انڈوں کے کرم کو کھا جاتے ھیں۔ اس کے علاوہ پدی ، ابابیل ، مکھی مار ، شب پر مکھیوں اور ان کے انڈوں پر زندگی بسر کرتے ھیں۔ تیتر ، بٹیر ، لوا ، مرغی ، بط بگلا یہ سب مکھیوں کو کھا لیتے ھیں اور کوڑے کرکٹ سے اسکے انڈوں اور کرم کو چن لیتے ھیں ۔

انسان کی نادانی اور غلط فہمی

بسا اوقات بے جانے بوجھے انسان دوسری کمزور ہستیوں پر ناحق ناروا ظلم کرتا اور ان کو تباہ کرتا ھے مثلاً بچپن ہی میں بچوں کے ذہن میں یہ بات بس جاتی ھے کہ گرگٹ اور چھپکلی زہریلے اور نقصان دہ ھیں اس کے علاوہ چھپکلی اور گرگٹ کے متعلق خاص خاص روایتیں بھی گھڑی گئی ھیں جن کی ہمارے خیال میں کوئی اصل نہیں۔ یہی وجوہ ھیں کہ بچوں کی نظر ان پر پڑی اور انہیں پتھر کا نشانہ بنایا۔ حالانکہ ان کو اور ان جیسی بہت سی مخلوق کو خدائے تعالی نے خاص مصلحت سے پیدا کیا ھے جس کو ہم سمجھتے ھیں اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ھیں۔ اسی کا نتیجہ ھے کہ بچوں کو ان پر ظلم کرتے دیکھکر بڑے بوڑھے خوش ہوتے ھیں اور کچھ ترس نہیں کھاتے گویا ہماری مثال اس فوج کی سی ھے جو گھمسان لڑائی میں آپے سے باہر ہوکر پریشانی کے عالم میں دوست دشمن کی تمیز نہیں کرتی اور نادانستہ دشمنوں کے ساتھ دوستوں کا خون کرتی ھے جس کا انجام بجز اس کے اور کیا ہونا ھے کہ دوستوں کے کم ہوجانے سے دشمن اور بھی قوی ہمت ہوکر اس کو ملیا میٹ کردے۔ اگر یہی ہماری رفتار رہے تو انجام یہی ھے دن دونی رات چوگنی مصیبتوں کا سامنا ہوتا رہیگا۔

مکھی کا وجود پہلے مفید تھا

مکھی اور اس کے تفصیلی حالات اس سے پہلے بیان کردئے گئے اور اسکا بھی ذکر کر دیا گیا کہ انسان کی پیدایش کے قبل اسکے کون کون قدرتی دشمن تھے اور کارخانہ قدرت میں ایک اعتدال اور توازن آپس میں جد وجہد سے کس عمدگی کے ساتھ قائم تھا۔ مکھیوں کا گروہ بھی اس وقت ایک مفید مقصد کی تکمیل میں لگا رہتا تھا یعنی ہوا میں جو زہریلے اثرات جاندار ہستیوں کے لئے مضر ہوتے تھے ان کی صفائی اسی کے ذریعہ ہوتی تھی۔ کوئی جاندار چیز مرجاتی اور بدبو ہوا میں پھیلتی تو مکھیاں فوراً پہنچکر اس پر انڈے دیتیں اور انڈوں کا شمار تو معلوم ہی ہے ہزاروں اور لاکھوں سے کم نہیں۔ یہ انڈے کچھ گھنٹوں کے بعد کرم اور شرنقہ بن کر مردار کو کھانے لگتے اور کچھ ہی دنوں میں سب کچھ چٹ کرجاتے۔ جنوبی افریقہ میں جب مویشیوں کا مرض پھیلا تو یہی دیکھا گیا کہ مردار جانورں پر مکھیوں کے انڈے اور کرم اس کثرت سے تھے کہ تل رکھنے کو جگہ نہوتی تھی لیکن چند ہی دنوں کے بعد دیکھا گیا کہ جانورں کی جگہ ایک تنکا بھی باقی نہیں۔

مکھیوں کی اب ضرورت نہیں

جب انسانوں نے پہلے پہل دنیا میں قدم جمائے اور ان کا گروہ اپنی حفاظت اور بچاؤ اور آرام و آسایش کے سامان کے فراہم کرنے میں مصروف ہوا تو بعض قدرت کے کارندوں کو جو انسانوں کی آمد سے پہلے آب و ہوا کی صفائی میں مصروف تھے خود بخود اپنے فرایض سے دست بردار ہونا پڑا۔ زمانے کے رنگ ڈھنگ کو دیکھ کر بھیڑے، تڑس وغیرہ نے کہا کہ چلو اب یہاں صفائی کے محکمے اور دفاتر قائم ہوں گے ہم جیسے پھو ہڑوں کا کوئی کام نہیں۔ اور ایسا نہ کرتے تو دھکے دیکر ذلت سے نکال دئے جاتے۔ مکھی نے دل میں کہا ہوگا کہ خدا کرے انسانوں کی نظر ہم پر نہ پڑے ورنہ یہ تو معلوم ہے کہ بستی کے باہر قدم نکالا اور دشمن کا شکار ہوگئے۔

بد قسمتی سے ہوا بھی ایسا ہی کہ کم بخت انسانوں نے محض غفلت اور نادانی کی وجہ سے ان کا کچھ خیال ہی نہیں کیا حالانکہ انہیں لازم تھا کہ پہلے اسی کو گھر سے باہر نکالتے کیونکہ محکمہ جات صفائی کے ہوتے اب مطلق اسکے کاروبار کی ضرورت باقی نہ رہی تھی - خیر! اگلوں نے جو کچھ کیا نادانی اور لاعلمی کی حالت میں کیا - رونا تو اسکا ھے کہ ہم اس علوم و فنون کی ترقی کے زمانہ میں بھی تو وہی کر رہے ھیں جو وہ نہ جان کر کرتے ھیں اس میں شک نہیں کہ اب بیماریوں کے جراثیم پر نہ ہمارا قابو ھے اور نہ وہ ہماری دسترس میں ھیں - اس صورت میں ان جراثیم اور بیماریوں سے اگر چھٹکارا نصیب ہو سکتا ھے تو صرف اس طرح کہ ان کی مدد کرنیوالی مکھیوں کی بیخ کنی کی جائے -

مکھی کے دشمن اب عاجز کیوں ھیں

مکھی کے قدرتی دشمن تو اب بھی موجود ھیں اور مقدور بھر کوشش سے دریغ نہیں کرتے مگر ان کی کوشش جو پوری طور سے بارآور نہیں ہوتی تو اس کی اصلیت یہ ھے کہ ایک طرف تو انسانوں کی بدولت مکھیاں ایک حد تک ان کے قابو سے نکل گئیں دوسرے انھوں نے اپنے گھروں میں مکھیوں کی نشو و نما اور کثرت کے اتنے سامان اور اس قدر سہولتیں پیدا کر دیں کہ وہ بیچارے اپنا کام کرتے کرتے عاجز آجاتے ھیں تب بھی جیسی چاہئے ویسی کامیابی نہیں ہوتی - غلطی تو خود انسانوں کی ھے کہ اپنے دشمنوں کو امان دیکر اپنی ہلاکت کے اسباب جمع کرتے ھیں - جب تک یہ اس غلطی میں مبتلا رہیں گے اپنے کئے کی سزا بھگتیں گے جسکا ذمہ دار ان کی غفلت اور بے توجہی کے سوا اور کوئی نہوگا - گو بغیر سائنس کی دستگیری اور رہبری کے اس کام کا پوری پوری طور سے انجام پانا بہت مشکل ھے تاہم منفردہ کوششوں سے بھی بہت کچھ ہوسکتا ھے گھروں میں صفائی کا معقول انتظام نہوگا اور کوڑا کرکٹ اور دنیا بھر کی غلاظت پڑی رہیگی تو مکھیاں نہوگی تو کیا ہوگا - یہ کام تو خود گھروالوں کا ھے کہ اپنے رہنے سہنے کا مقام اور

اسکے آس پاس کو صاف ستھرا رکھا کریں - اسکے لئے کوئی پہاڑ ڈھونے نہیں پڑتے - صرف ادنی توجہ سے جانوں کی اماں درد دکھ سے نجات اور گھر کی آراستگی کی آراستگی حاصل ہوتی ھے -

فصل چہارم

مکھی سے احتیاط اور انسداد کی تدابیر

تجزیہ :- مکھی سے لا پروائی کرنا اخلاقی جرم ھے - عوام کے خیالات کی اصلاح مقدم ھے - مکھیوں کے ہلاک کرنے کی مختلف عملی تدابیر - محکمہ صفائی کا ناکافی انتظام - بستی کے کوڑا کرکٹ پر ادویہ کا استعمال ہونا چاہئے - صفائی کا اہتمام اور قانونی پابندی - میدان جنگ میں مکھیوں کا شر و فساد -

اَلعلم قوة کے سچ ہونے میں شک و شبہ کی گنجایش نہیں مگر علم قوة اسی وقت ھے جب اس کو حاصل کرکے انسان روز مرہ زندگی میں فائدہ اٹھاے ورنہ اسکا جاننا اور نہ جاننا دونوں ایک اعتبار سے برابر ھیں - جب مکھی کی ابتدا ، مکھیوں کا سلسلہ ، ان کی بڑھتی ہوئی پول ، ان سے پیدا ہونیوالی خرابیاں اور جان لیوا اثرات سے ہمیں آگہی ہوگئی تو اس کے انسداد اور مقابلہ کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہر انسان کا شعار و فریضہ ہونا چاہئے -

مکھی سے لاپروائی کرنا اخلاقی جرم ھے

گھر صاف ستھرے نہ ہونگے تو مکھیوں کی کثرت ہوگی - اور بیماروں کی تعداد گھر اور پڑوس

میں بڑھیگی اور اسکے ذمہ دار خود گھر والے ہونگے - اسی طرح بے احتیاط دکاندار اخلاقی طور پر گاہکوں کی علالت اور موت کے ذمہ دار ہیں - یہی حال چاء خانے ، قہوہ خانے ، ہوٹل ، مدارس ، شفاخانہ والوں کا ہے - اور حقیقت یہی ہے کہ متمدن انسان کا کوئی طرز عمل ایسا نہونا چاہئیے جس سے براہ راست یا بالواسطہ کسی اور انسان کو کسی قسم کا گزند پہنچے ورنہ قانوناً نہیں تو کم ازکم اخلاقاً وہ مجرم ٹھیریگا کیونکہ گناہ کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ ہم برے کاموں کا جان بوجھ کر ارتکاب کریں یا برے کام کرنیوالے کی اعانت کریں اور ہے یوں کہ جرم کرتا ہوا کسی کو دیکھ کر سکوت اور خاموشی اختیار کرنا بھی گناہ میں داخل ہے - کیونکہ بعض دفعہ اسکے نتائج خود جرم کرنے سے زیادہ برے ہوتے ہیں - اس پہلو سے دیکھو تو مکھیوں سے چشم پوشی کرنا گویا انسان کے قاتلوں کی کمک کرنا ہے اور ان کے انسداد میں جان بوجھ کر کوشش نہ کرنا انسانیت کے دائرہ سے باہر نکلنا ہے - حیوانات پر انسان کو اور جاہلوں پر عالم کو شرف فضیلت ہے تو صرف اسی وجہ سے کہ علم سے اسکا دماغ روشن اور نگاہیں دور بین ہوجاتی ہیں اور وہ اپنی ذمہ داریوں کی اہمیت کو محسوس کرتا ہے ورنہ یوں خالی کتابیں پڑھ لینے سے کسی کی دستار فضیلت میں چار چاند لگے ہیں نہ لگیں گے -

عوام کے خیالات کی اصلاح مقدم ہے

سب خرابی تو اس وجہ سے آپڑی ہے کہ عام لوگوں کی معلومات ناکافی اور خیالات بھونڈے ہیں - ان کے خیالات کی اصلاح سب سے مقدم ہے ورنہ سرکار کی جانب سے لے دیکر جو کچھ ان ابواب میں سعی و کوشش کی جاتی ہے اس میں یہ ہوتا ہے کہ جہاں کہیں کسی بات کی لم سمجھ میں نہیں آئی بچاس ڈھنگ سے انہوں نے چلتی گاڑی میں روڑا اٹکا دیا - قانون نے کچھ تشدد و جبر سے کام لیا تو یہ ہوا کہ بہت سے مارے گئے پکڑے گئے - کسی پر جرمانہ ہوا کسی کو سزا دیگئی مگر حاصل کچھ نہیں - اسکے خلاف اگر عام لوگ

باخبر اور آگاہ ہوں تو خود ان کے دلوں میں کھٹک ہوتی ہے اور حکام صفائی کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں بڑی مدد ملتی ہے۔ چنانچہ ممالک محروسہ امریکہ میں عوام کا یہ حال ہے کہ ان کے گھروں میں دوا کو ڈھونڈو تو مکھی نہیں ملتی اور بازاروں میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک گشت لگائیے حلوائی، نان بائی، میوہ فروش سب کچھ موجود لیکن مجال نہیں کہ مکھیاں دکان میں کسی چیز پر بیٹھنے پائیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر آج مکھی نے دکان میں قدم رکھا تو کل ہی سے گاہک کسی اور دکان کو سدھاریں گے اور بھولے سے ادھر کا رخ نہ کریں گے۔ اصل یہ ہے کہ دکاندار گاہکوں کے تیور دیکھتے ہیں۔ ان کی جیسی مرضی پائی اسی پر عمل کرنے لگے۔

عوام کے خیالات کی اصلاح کی تدابیر

غرض گورنمنٹ اور پبلک دونوں کو چاہئے کہ مکھیوں کے انسداد کی طرف توجہ کریں لیکن جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اسکے لئے عام لوگوں کو خطرہ کا احساس ہونا بھی شرط ہے رسالے اور اخبارات اگر فضول کی تو تو میں میں چھوڑ کر ذرا سی دیر کے لئے پبلک کو اسکی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کریں تو یہ کام بہت آسانی سے ہوسکتا ہے۔ بائیسکوپ اور تھیٹر والے بھی اپنے تماشائیوں کو ہزاروں دلچسپ طریقوں سے اس خطرہ سے آگاہ کرسکتے ہیں ریاست فلوریڈا کے محکمہ حفظ صحت نے مکھیوں کے انسداد اور عوام کی آگہی کے لئے بہتر اور مناسب تجویز یہ خیال کی تھی کہ ذیل کی عبارت پرچوں پر شائع کر کے تقسیم کردی جائے۔

محکمہ حفظ صحت فلوریڈا آپ سے درخواست کرتا ہے کہ آپ حسب ذیل وجوہ پر غور کرنے کے بعد اسکا قطعی فیصلہ کریں کہ مکھیوں کی ہلاکت ضروری ہے یا نہیں۔ یا کم از کم کھانے پینے کی چیزوں کا ان سے محفوظ رکھنا لازمی ہے یا نہیں۔

نافذ نہ کردی جائیں تو معقولیت کے ساتھ حکام ذمہ دار کو باقاعدہ یاد دہی کے بعد ڈائننگ ہال سے کھانا کھانا ترک کردیں ۔

بفضلہ تعالی ہمارے کالج کے کمرۂ طعام میں اب مکھیوں کے متعلق مناسب احتیاط کی جاتی ہے لیکن مکھیوں کے انسداد کا مسئلہ عالمگیر اہمیت رکھتا ہے ۔ گھر کی مکھی انسانی آبادی کے ساتھ لازم و ملزوم ہے ۔ ہوا کی مثل یہ بھی کم و بیش ہر جگہ پائی جاتی ہے ۔ اس لئے ایک کالج کے ڈائننگ ہال اور باورچی خانہ کا اختصاص بیجا ہے ۔ جہاں کہیں انسان رہتے سہتے اور کھاتے پیتے ہیں مکھیوں سے احتیاط کی یکساں ضرورت ہے ۔

ہر ایک معقول انسان کا فرض منصبی ہے کہ وہ نہ صرف خود مکھیوں کے قلع قمع کی تدابیر سے آگہی حاصل کرے اور اُن کے استیصال کے عملی وسائل اختیار کرے بلکہ اپنے ابنائے جنس کو بھی خطرہ کی اہمیت سے کما حقہ آگاہ کردے جس طرح اطراف ہند میں دیگر اغراض کیلئے مختلف انجمنیں اور سبھائیں قائم ہیں اسی طرح اس جان کی دشمن انسان کی قاتل ۔ گھر کی مکھی کے خلاف مسلسل جنگ کرنے کیلئے انسانی اتحاد اور اتفاق کی بیش از بیش ضرورت ہے ۔ مہذب ممالک میں حکومت کی طرف سے عوام الناس میں اس قسم کی بیداری پیدا کی جارہی ہے اور مکھیوں کے مارنے کیلئے میونسپلٹیوں کی طرف سے مختلف ادویہ مفت تقسیم کی جاتی ہے ۔

مکھیوں کے انسداد کے متعلق مفصل معلومات صفحات ذیل کے مطالعہ سے حاصل ہونگی لیکن مکھیوں کے استیصال کا ایک نہایت ضروری اور کارگر طریق عمل اس قابل ہے کہ میں اسے یہاں دوبارہ بیان کروں ۔ مکھیوں کے فروغ کا موسم مارچ اپریل ہے جب کہ کوڑے کرکٹ کے انباروں سڑکوں پر گھوڑوں کی لید اور مال مویشی کے فضلہ پر مکھیاں بے شمار

(۱) مکھیاں متعدی بیماریوں کا باعث ہوتی ہیں۔

(۲) مکھیاں غلاظت میں پیدا ہوتی ہیں اور پھلتی پھولتی ہیں۔

(۳) مکھیاں کھانے پینے کی چیزوں تک بیماریوں کو پہنچاتی ہیں۔

(٤) مکھی ہر جھول میں تخمیناً ۱۵۰ انڈے دیتی ہے۔گھروں میں اسکا وجود خطرہ سے خالی نہیں۔ اسکے علاوہ یہ ظاہر ہے کہ

(۱) مکھیاں گھوڑوں کی لید، بیلوں کے گوبر، سڑے گلے پتے، کوڑا کرکٹ مردار چیزوں اور پایخانوں میں پیدا ہوتی ہیں اور پھلتی پھولتی ہیں ہوا کو صاف کرنے کے اعتبار سے مفید ضرور ہیں مگر اسی وقت تک جب تک گھر کے باہر رہیں ورنہ ان کے وجود سے نقصان زیادہ اور فائدہ کم ہے۔

(۲) جس گھر میں مکھیوں کی کثرت ہوگی گھر والوں کے سلیقہ اور نفاست کا اس سے پتہ چلے گا۔

(۳) صاف ستھرے مکانوں میں مکھیاں نام کو نہیں ہوتیں۔

(٤) بیت الخلاء کی صفائی کا ہر گھر میں معقول انتظام ہونا چاہئے اور ہر تیسرے چوتھے دن تازہ چونہ اور ریت بچھا دینا چاہئے۔

(٥) اسٹیشن، ہوٹل، گھروں میں اُگالدان یا تو ہوتے ہی نہیں یا ہوتے ہیں تو نہایت بے احتیاطی سے ہوتے ہیں اسکی طرف پوری توجہ نہایت ضروری ہے۔

(٦) خاص خاص بیماریوں کے تھوک اور قے پر مکھیاں ٹوٹ پڑتی ہیں اور جب یہ غلاظت ان کے معدہ میں پہنچتی ہے تو ظاہر ہے کہ اس میں کے جراثیم پر معدہ کے فعل کا کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ زندہ صحیح سالم معدہ سے خارج ہوتے ہیں۔

(۷) مکھیوں کا منہ اور ہاتھ، پاؤں غلاظت میں بھرے ہوتے ہیں۔ ان کے

ذریعہ کھانے پینے کی چیزیں (جیسا کہ گزشتہ فصلوں میں بیان کیا گیا) بیماریوں سے متاثر ہوتی ھیں۔

(۸) عموماً ہر بیمار کے پاس اور خصوصاً متعدی بیماریوں میں جو مبتلا ہوں ان کے پاس مکھیوں کی رسائی نہونی چاہئے بیمار کے لئے جالی کی مسہری کا انتظام ہو تو اُسکے اور دوسروں کے لئے آرام دہ اور مفید ہوگا۔

(۹) کھانے پینے کی چیزیں جہاں رکھی جاتی ہوں وہاں جال لگا دینا چاہئے خصوصاً میوہ جات کا زیادہ لحاظ اس وجہ سے رکھنا چاہئے کہ یہ پکائے نہیں جاتے جس سے جراثیم کے مرنے کی نوبت آے۔

(الف) لوگوں کی بے احتیاطی کا یہ عالم ھے کہ میوہ جات کو کھانے سے پہلے دھوتے تک نہیں حالانکہ تپ لازم کے جراثیم ان پر اکثر ہوتے ھیں اس لئے بے حد احتیاط کی ضرورت ھے۔

(ب) تپ لازم کے مریضوں کا پائخانہ جہاں بے احتیاطی سے پڑا ہوتا ھے اور مکھیوں کو موقع ملتا ھے تو اس سے مہلک جراثیم کو باورچی خانوں اور دستر خوانوں پر پہنچا دیتی ھیں۔ اسکے بار ہا تجربے ہوچکے ھیں۔

(ج) مکھیاں جو مختلف طریقوں سے فساد برپا کرتی ھیں ان سے بچنے کی تدبیر یہی ھے کہ صفائی کا کافی انتظام ہو اور مکان میں جال لگا دیا جائے تاکہ ان کا نحس قدم کسی صورت اندر نہ آنے پائے۔ خصوصاً باورچی خانوں اور کھانے پینے کے حجروں میں اسکی شدید ضرورت ھے۔

محکمہ صفائی کا ناکافی انتظام

یہ تو مکانوں میں مکھیوں کے انسداد کا سامان ہوا شہروں اور بستیوں میں اگر اتنا بھی ہوجائے تو بہت ھے کہ کوڑا کرکٹ اور غلاظت آبادی سے بہت فاصلہ پر پہنچا دی جائے بلکہ بہتر تو یہ ھے کہ مناسب ادویہ کے استعمال سے ان میں ایسی

کیمیائی تبدیلی پیدا کردی جاتی ھے کہ مکھیاں ان سے پیدا نہونے پائیں حکام صفائی اور عمال محکمہ حفظ صحت کو اس جانب توجہ کرنی چاہئیے۔

عموماً یہ ہوتا ھے کہ صفائی کی جانب سے بستی کا تمام فضلہ کوڑا کرکٹ شہر کے قریب بیرون آبادی گڑھوں میں جھونک دیا جاتا ھے جس سے مکھیوں کے پیدا ہونے اور پھلنے پھولنے کیلئے بہترین موقع ہاتھ آتا ھے ان گڑھوں میں بے شمار مکھیاں پیدا ہوتی ھے اور پر پرزے جھاڑ کر بستیوں میں چلی آتی ھیں اور اپنے ساتھ بیماری کے جراثیم لگا لاتی ھیں کیونکہ شہر کی غلاظت میں صدہا بیماروں کا فضلہ ملا ہوا ہوتا ھے اور ان میں مختلف بیماریوں کے جراثیم کی بھر مار ہوتی ھے۔

بستی کے کوڑا کرکٹ پر ادویہ کا استعمال ہونا چاہئیے

مناسب ھے کہ محکمہ صفائی کی طرف سے بستی کا کوڑا کرکٹ اور غلاظت جلادی جایا کرے جیسا قدیم زمانہ میں بنی اسرائیل کے ہاں دستور تھا۔ یا کم از کم گہرے گڑھوں میں ڈال کر گز بھر مٹی کی تہہ سے منہ بخوبی پاٹ دیا جائے۔ ترقی یافتہ ممالک میں بھی زیادہ سے زیادہ یہ کیا جاتا ھے کہ غلاظت اور ایرو کے ڈھیر پر مٹی کا تیل چھڑک دیتے ھیں یا کلورائیڈ آف لایم بکھیر دیتے ھیں۔ مگر یہ طریقہ زیادہ مفید اس وجہ سے نہیں کہ اول تو مکھیوں کے کرم تک ان کا اثر نہیں پہنچتا اور پہنچتا بھی ھے تو اس قدر کم زور اثر ہوتا ھے کہ اُن کے لئے جان لیوا ثابت نہیں ہوتا اس لئے ان ادویہ کی کافی مقدار جب تک صرف نہ کی جائے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

پارس گرین اور ارسینیٹ آف لیڈ کا استعمال

دوسری تدبیر یہ ھے کہ ارسینیٹ آف لیڈ یا پارس گرین غلاظت اور کھاد پر چھڑک دیا جائے اس کام کیلئے ہوشیار شخص چاہئیے کیونکہ یہ چیزیں ایک تو گراں ملتی ھیں دوسرے زہریلی ہونے کے علاوہ فوراً بھڑک جانے والی اور جلد کو جلا دینے والی ھیں۔

کسیس کا نسخہ سب سے کم خرچ بالا نشین نسخہ تو یہ ہے کہ سیر بھر کسیس ساڑے تین سیر پانی میں ملا لیں تو ساڑھے سات سیر غلاظت میں جس قدر مکھیوں کے انڈے اور کرم ہوں گے ان کی ہلاکت کے لئے کفایت کریگا۔ مگر اس کو چھڑکتے وقت غلاظت کو نیچے اوپر کرنا ضروری ہے تاکہ سب جگہ یہ پہنچ جائے۔ اصطبل جہاں ہوں وہاں ہر گھوڑے کیلئے اس قسم کے تیار کردہ تین چار سیر عرق کی ضرورت ہے۔گھر کے کوڑے کرکٹ، پایخانہ کی چوکیاں اور قدمچوں پر اسکا چھڑکنا نہایت مفید ہے۔ کیونکہ اس سے بدبو بھی دور ہوتی ہے۔ کھیتوں کے لئے جو کھاد اور ایرو تیار کیا جاتا ہے اس پر بھی اگر اسکا چھڑکاؤ ہو تو کوئی حرج اور نقصان نہیں کیونکہ ایرو میں نباتات کے لئے جو مفید اجزا ہوتے ہیں ان پر اسکا کوئی برا اثر نہیں پڑتا۔

سہاگا اور سوڈیم آرسینیٹ کا نسخہ ان کے علاوہ اگر ساڑے تین سیر پانی میں آدھ سیر سہاگا اور پاؤ بھر سوڈیم آرسینیٹ ملایا جاوے تو یہ بھی آٹھ دس سیر غلاظت کے لئے کافی ہے۔

نمک بھی مفید ہے ایک اور آسان ہر جگہ میسر آنیوالا نسخہ یہ ہے کہ سیر بھر نمک ساڑے تین سیر پانی میں ملایا جائے اور اسکا چھڑکاؤ ہو تو سات آٹھ سیر غلاظت میں نوے فی صد مکھیوں کے انڈے اور کرم ہلاک ہو جائیں گے۔

صفائی کا اہتمام اور قانونی پابندی جب ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ انڈوں سے مکھیاں بن کر نکلنے کیلئے آٹھ دس روز کی مہلت چاہئے تو اس مہلت کے اندر ہی اندر یعنی ہفتہ میں کم از کم ایک دفعہ شہر کے تمام گلی کوچوں کا کوڑا کرکٹ آبادی سے بہت فاصلہ پر پہنچا دیا جانا چاہئے جہاں یہ کھلے میدان میں پھیلا دیا جائے تاکہ دھوپ میں اچھی طرح خشک ہو جائے۔ لیکن جس میں کہ غلاظت اور میلا ملا ہوا ہو

یہ طریقہ اسکے لئے اطمینان بخش نہیں - جہاں کوڑے کرکٹ اور کھاد کے جلانے یا زمین میں دفن کرنے کا بند و بست نہو سکے تو مجبوراً ان دواؤں سے کام لینا چاہئے جنکا ذکر تفصیل سے اوپر بیان کیا گیا ہے - اکثر دیہات اور دیہات پر کیا موقوف ہے شہروں میں بھی لوگ کھیتوں کیلئے کھاد نہایت بے احتیاطی سے جمع کرتے ہیں جس سے مکھیاں پیدا ہوتی ہیں - محکمہ حفظان صحت اور صفائی سے اسکی سخت نگرانی اور ممانعت ہونی چاہئے اور یہی نہیں بلکہ ہر گھر میں پاپخانوں، گھوڑں کے تھانوں اور جانوروں کے کوٹھوں کی صفائی قانوناً لازمی گردانی جانی چاہئے - بیل، بکری کی غلاظت، گھوڑوں کی لید کیلئے بڑے بڑے لکڑی کے صندوق بنائے جائیں یا کمروں کو جہاں لید وغیرہ ڈال دی جایا کرے جال کا بند و بست ہونا چاہئے اور ان کی وقتاً فوقتاً حکام صفائی نگرانی رکھیں - ہمارے ملک میں انگریزی وضع کی بیت الخلاء کی ڈھکن والی چوکیوں کا رواج نہیں اگر اسکا رواج عام و خاص ہوجائے تو نہایت مناسب ہے - کیونکہ جن گھروں میں سب طرف صفائی کا معقول انتظام ہوگا اور مکھیوں کو ٹھکانہ نہ رہے گا تو پاپخانوں میں جمع ہوں گی - اس لئے یہاں چوکیوں کا اہتمام اور ادویہ کا چھڑکاؤ از بس ضروری ہے -

گھر میں مکھیوں کے انسداد کی دیگر تدابیر

بیماریوں کے جراثیم کو منتقل کرنے کے اعتبار سے آپ نے گزشتہ فصلوں میں سن لیا کہ مکھی کس قدر خطرناک ہے اس کو بھی جانے دیجئے تو اسکا عفونت اور گندگی میں پیدا ہونا پرورش پانا اور ہمیشہ اس میں بھری رہنا خود ایسی مکروہ باتیں ہیں کہ جس کسی کی طبعیت میں کچھ بھی نفاست اور پاکیزگی ہو ہرگز گوارا نہیں کریگا کہ یہ کھانے پینے اور برتنے کی چیزوں پر بیٹھنے پائے اور قے اور غلاظت سے ان کو قابل استعمال نہ رکھے - اسکا انسداد اس طرح ممکن ہے کہ مکان کے دروازوں اور دریچوں میں جال کے چوکھٹے نصب کردئے جائیں - ان سے مکھیوں سے بے فکری ہونے کے علاوہ مچھر، ڈانس وغیرہ سے بھی پناہ ملیگی - سانپ بچھو اور دیگر موذیوں سے بھی

پناہ ملتی ھے روشنی اور ہوا کے بھی یہ حائل نہیں ہوتے وقتاً فوقتاً ہوا کے سرد جھونکوں کی زد مضر ہوتی ھے جس مکان میں جال کے چوکھٹے ہوں گے تو ہوا کے جھونکوں کا زور ٹوٹ جائیگا اور اعتدال سے ہوا اندر آئے گی۔

فارملن کے سلوشن کا استعمال مکھیوں کو مارنے کے لئے فارملن کا سلوشن نہایت مفید ھے اسکا ایک حصہ (عموماً چالیس جز فی صد پانی میں ملا ہوا فروخت ہوتا ھے) پانچ حصہ پانی میں ملا لیں۔ کچھ شکر اور تھوڑے سے دودھ سے تبدیل رنگ و ذایقہ کرکے صبح سویرے پانی وغیرہ کے مٹکوں کو ڈہانک کر اور رکابی میں اس عرق کو ڈال کر باہر رکھدیں تو بھوکی پیاسی مکھیاں اس پر ٹوٹ پڑینگی اور اسکو پی کر چند لمحوں میں مر جائیں گی۔ اس میں اور ایک فائدہ یہ ھے کہ اس میں ڈوبنے کے بعد مکھی کے زہریلے اثرات زائل ہوجاتے ھیں یا بالفاظ دیگر اس سے بیماریوں کے جوجراثیم لپٹے ہوئے ہوتے ھیں وہ ہلاک ہو جاتے ھیں اور کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اگر غفلت سے اس دوا میں ڈوبی ہوئی مکھی کھانے میں آجاوے توکوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ روز روز تازہ عرق تیار کرنا زیادہ مفید ھے اگر عرق کے گر جانے کا احتمال ہو تو روٹی کے ٹکڑے اس میں بھگوکر برتنوں میں رکھ دئے جائیں۔ مکھیاں ان سے عرق کو چوس لیں گی اور ہلاک ہوجائیں گی۔

دھونی اور بخورات کا انتظام مکھیاں عموماً رات میں مکان کی چھت پر بیٹھ جاتی ھیں اگر ہر روز رات کو کمروں کے دروازے بند کرکے ایک چمچہ بھر پریتھرم پاوڈر تواگرم کرکے اس پر ڈالیں اور اسکا دھواں دیں تو سب مکھیاں مرجائیں گی۔ انسکٹ پاوڈر کا دھواں بھی مفید ھے مگر مقدار میں بجائے ایک چمچہ کے دو چمچہ لیکر جلایا جائے۔ کیونکہ پریتھرم پاوڈر سے یہ کسی قدر کمزور ھے ۔

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

آرسینیٹ آف سوڈا کا استعمال

ایک اور آسان تدبیر یہ ہے کہ آدھ سیر آرسینیٹ آف سوڈا پانچ سیر شکر کو نی تیس پینتیس سیر پانی میں ملا لیں اور صاف چکنے پتوں کی ٹہنیاں اس میں ڈبو کر چھت میں لٹکا دیں مکھیاں ان پر بیٹھ کر رات میں دوا کے زہریلے اثر سے مرجائیں گی۔ اصطبل اور تھان میں بھی اس طریقہ سے کام لینا چاہئے مگر ان ٹہنیوں کو ذرا بلند جگہ لٹکانا چاہئیے جہاں کسی کا ہاتھ نہ پہنچے ورنہ اُلٹے نقصان کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ یہ زہریلی دوا ہے۔

مکھیوں کے مارنے کا سامان

(۱) مکھیوں کے مارنے کا سامان بازاروں میں دستیاب ہوسکتا ہے چپچپے کاغذ دکانوں میں فروخت ہوتے ہیں اگر آلپین کے ذریعہ ان کو فرش پر یا تختوں پر جما دیا جائے تو ان سے چمٹ کر بہت سی مکھیاں گرفتار ہو جاتی ہیں جب ان پر مکھیوں کی کثرت ہو جائے تو کاغذ نکال کر جلا دئے جائیں لٹکتی ہوئی ڈوریوں پر اسی قسم کے چپچپے مادے مل دئے جائیں تو بہتر ہے کیونکہ مکھیاں کثرت سے ان پر بیٹھا کرتی ہیں۔

(۲) جال کے پنجرے بھی اس کام کیلئے تیار ہوسکتے ہیں ان میں بچی کچی روٹی یا گوشت کے ٹکڑے ڈال کر بہت سی مکھیاں پکڑی جا سکتی ہیں اور پھر ان پنجروں کو آگ پر رکھنے یا گرم پانی میں غوطہ دینے سے مکھیاں مرجائیں گی۔

(۳) اُڑتی ہوئی مکھیوں کو مارنے کیلئے باریک جال کے دستی کے چھوٹے چھوٹے پھاوڑے بھی کار آمد ہیں۔

(٤) ایک اور آسان اور سہل طریقہ یہ ہے کہ ٹین کے ڈبے کوئی پون انچ چوڑے اور پون انچ گہرے اور دریچہ کی چوکھٹ کے برابر لمبے تیار کرکے شیشوں کے نیچے جما دئے جائیں اور ان میں مٹی کا تیل،

صابون کا جھاگ یا پریتھرم کاراب یا ارنڈی کے تیل میں رال ملا کر دو ثلث ڈبے بھر دئے جائیں تو مکھیاں ان میں گر کر مرجائیں گی دریچہ میں جتنے شیشے ہوں اتنے ڈبے ہونی چاہئیں۔ لیکن سب دریچوں میں ڈبوں کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر دوسرے دریچوں میں پردے چھوڑ دئے جائیں تو مکھیاں ان ہی دریچوں کی طرف چلی آئیں گی جن پر پردے چھٹے ہوئے نہوں گے اور ڈبوں میں گر کر پھنس اور مرجائیں گی جب ڈبے مکھیوں سے بھر جائیں تو انھیں خالی کر کے پھر ان کو تازہ سامان سے بھر دینا چاہئے۔

ان مختلف تدابیر سے جس جس وقت اور جہاں جہاں کام لیا گیا ھے یہ مفید اور کارگر ثابت ہوئی ھیں اور پچہتر فی صد بیماریاں اور اموات میں تخفیف پائی گئی ھے۔

میدان جنگ میں مکھیوں کا شر و فساد

جنگ کے موقعوں پر جب فوجیں میدانوں میں پڑاؤ کرتی ھیں تو اکثر وبائی بیماریاں شائع ہوتی ھیں اور اس شدت سے پھیلتی ھیں کہ غنیم کی بارود گولی سے اتنی تباہی نہیں آتی جتنی کہ ان بیماریوں سے آتی ھے۔ قدیم زمانہ میں لوگ بیماری کے شیوع کے اسباب سے واقف نہ تھے اور سمجھتے تھے کہ تمام فساد پانی کا ھے۔ لیکن سنہ ۱۸۹۸ء میں جنگ اسپین و امریکہ کے زمانہ میں جب فوجوں میں تپ لازم کا عارضہ پھیلا اور ہیضہ کی شکایت ہوئی تو ڈاکٹروں نے بیحد تحقیق و تفحص کے بعد یہ آخری رائے قایم کی کہ مکھیاں بیماری کے پھیلانے کا باعث ھیں نہ کہ پانی۔ اور یہی رائے جنوبی افریقہ کی جنگ کے بعد بھی قایم رہی۔ اب میڈیکل مشنوں کی رپورٹیں بھی اسکی تائید کرتی ھیں۔ غرض متعدی بیماریوں کے مکھیوں کی وجہ سے منتقل ہونے اور پھیلنے میں اب شک و شبہ اور چون و چرا کی گنجایش نہیں۔

قصہ مختصر قبل از وقت کی اموات عموماً باستثنائے معدودے چند (مثلاً گٹھیا وغیرہ) مختلف متعدی بیماریوں کا نتیجہ ھیں۔ جن کا زہریلا اثر یا

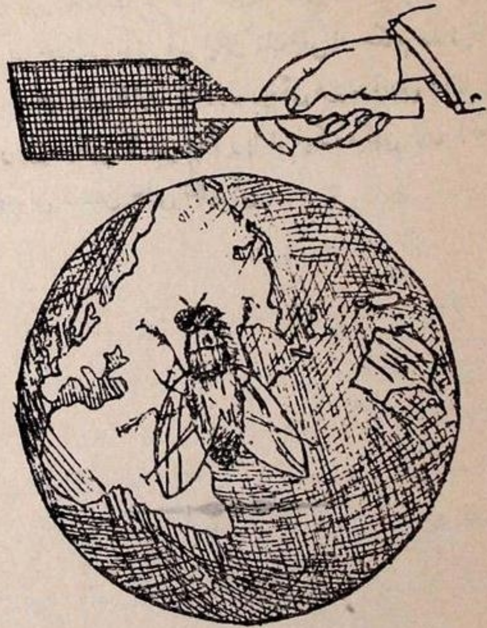

تصویر نمبر (۷)

دشمن جان، گھر کی مکھی کا قبضہ تمام دنیا پر ہے - دنیا کا کوئی حصہ اسکے برے اثرات سے محفوظ نہیں ہے ہر سمجھدار انسان کا فرض ہے کہ اس موذی مکھی کے خلاف کمر باندھ لے اور اسکے قلع قمع میں جہاں تک ہوسکے کوشش کرے - اسکے بغیر یہ انسان کی قاتل مکھی، لاکھوں کروڑوں آدمیوں کو موت کے گھاٹ اُتارتی رہیگی -

انڈے دیتی ھیں جن میں سے بہت جلد بچے نکل آتے ھیں اور ہمارے جہنم نشان موسم گرما کو اور زیادہ ناقابل برداشت بنا دیتے ھیں۔ سردیوں میں مکھیاں بہت کم دکھائی دیتی ھیں ان دنوں یہ بالعموم گھروں میں تصویروں اور پردوں کے پیچھے یا اور ایسی جگہوں پر جہاں انہیں کوئی نہ ستا سکے روپوش ہوجاتی ھیں اور اس طور سے آیندہ موسم تولید تک محفوظ رہتی ھیں۔ جیساکہ رسالہ ھذا میں مفصل طور پر تشریح کی گئی ھے گرمیوں میں صرف ایک مکھی سے کئی ہزار بلکہ کئی لاکھ مکھیاں پیدا ہوتی ھیں اس لئے یہ کہنا بیجا نہیں ھے کہ سردیوں میں ایک مکھی کا مارنا گرما میں لکھوکھا مکھیوں کو مکھی مار کاغذوں اور زہر کی پیالیوں کی مدد سے تباہ کرنے کے برابر ھے لہذا اگر کسی قصبہ میں تمام لوگ متحد ہوکر سردیوں میں مکھیوں کو باقاعدہ طور پر فنا کردیں اور بہار میں ان کے انڈے بچوں کے اتلاف کی تدابیر پر عمل پیرا ہوں تو آئندہ کیلئے موذی مکھیوں سے نجات حاصل ہو سکتی ھے۔ گو مختلف تجربات سے دیکھا گیا ھے کہ مکھیاں کئی میل اڑ سکتی ھیں لیکن اس بیخ کنی کے بعد باہر سے آئی ہوئی مکھیاں ایسے قصبہ میں بہت کم غلاظت پھیلا سکتی ھیں۔

سائینٹفک سوسائٹی مدرسۃ العلوم علی گڑھ نے اشاعت علوم جدیدہ اور طلبائے کالج میں علمی خدمت کا صحیح علمی مذاق پیدا کرنیکی غرض سے ڈسمبر گزشتہ میں مفید علمی کتب کے بہترین اردو تراجم اور تعطیلات گرما میں قابل تعریف علمی کاموں کے لئے سنہری تمغوں اور نقد انعام (بٹوا) کا اعلان کیا تھا۔ انجمن کے ذرائع آمدنی صرف طالبعلموں کے ماہوار چندہ تک محدود ھیں اس لئے گو ہم اشاعت علوم کی اہمیت کا بخوبی اندازہ رکھتے ھیں اور بفضلہ تعالی ہماری سوسائٹی علم دوست طلباء اور اساتذہ کی مدد سے اس کام کو بحسن اسلوب اعلی پیمانہ پر سرانجام دے سکتی ھے لیکن تاوقتیکہ مخیر اور با مذاق اصحاب علمی کتابوں اور رسالوں کے شائع کرنے کیلئے سوسائٹی کی مدد نہ فرمائیں گے

بالفاظ دیگر جن کے جراثیم مکھیوں اور مچھروں کے ذریعہ منتقل ہو کر جسم میں پہنچتے ہیں۔ حالانکہ ماہرین سائنس نے مختلف مشاہدوں اور متعدد تجربوں سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مکھیوں کے تباہ کردینے سے بیماریوں میں بے حد کمی ہوتی ہے لیکن تب بھی نہ حکام صفائی کافی توجہ کرتے ہیں اور نہ عوام کے کانوں پر جوں رینگتی ہے۔ انہیں جاننا چاہئے کہ اگر غفلت اور بے توجہی کا یہی عالم رہا تو ایک مکھی نہیں بلکہ ہر ایک پاؤں تلے کی چیونٹی دشمن جانی نکلے گی۔

فصل پنجم

طویلہ کی مکھی کے حالات اور خاتمہ

تجزیہ :۔ طویلہ کی مکھی اور گھر کی مکھی میں فرق ، خلاصہ مباحث ، علوم طبیعات اور حقایق اشیاء کا جاننا ضروری ھے ۔ ماہرین سائنس کے قابل قدر مشوروں پر کافی توجہ کرنی چاہئے ۔

طویلہ کی مکھی گھر کی مکھی کے بیان میں طویلہ کی مکھی کا ذکر سرسری نظر میں کچھ بے موقع سا معلوم ہوگا ۔ مگر حقیقت یہ ھے کہ یہ بھی خطرناک ھے اور گھر کی مکھیوں میں مل کر گھروں میں چلی آتی ھے ۔ اسکے علاوہ گھر کی مکھی میں اور اس میں فرق و تمیز کرنے کیلئے مناسب ھے کہ اس کو بھی ہم اچھی طرح جان پہچان لیں ۔

فالج الاطفال کا مرض طویلہ کی مکھی کو جان پہچان لینا ضروری اس وجہ سے ھے کہ اسکی بدولت سنہ ١٩٠٥ء میں فالج الاطفال کی مہلک بیماری سویڈن میں نمودار ہوئی تھی اور وہاں سے نکل کر چاروں طرف دنیا میں پھیل گئی ۔ سنہ ١٩٠٧ء میں اس بلائے بے درماں سے امریکہ بھی نہ بچ سکا اور معصوموں پر جو تباہی آئی وہ بیان سے باہر ھے ۔ ماؤں کی گودیاں خالی ہوگئیں اور گھروں پر اوداسی چھاگئی ۔ لوگ ہراساں اور پریشان دیوانہ وار پھرتے تھے اور اطبا سر دھنتے تھے مگر کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا ۔ بیماری کا دفعیہ تو کیا کرتے روک تھام بھی کسی کے امکان کی بات نہ تھی ۔ اور بیماری کے پھیلنے اور شدت کا یہ عالم کہ الاماں الحفیظ کسی کی آنکھوں کا تارا ، کسی کے گھر کا اُجالا ، کسی کے کلیجہ کا ٹکڑا ، کسی کا جگر گوشہ ،

غرض امیر ہو کہ فقیر، نازوں کا پالا ہو کہ گدڑی کا لال کسی کو اس کے جان لیوا ہاتھوں سے پناہ نہ ملی۔ کوئی ایسا ہی قسمت کا یاور اور نصیبے کا سکندر ہوا اور دنیا بھر کے بکھیڑوں کے بعد جی جاگ کر اٹھا بھی تو اس نوبت سے کہ دو قدم چلنا محال اور معذوروں سے بدتر حال ماں باپ اپنے نونہالوں کو اس حال میں دیکھتے تھے اور کلیجہ مسوس کر رہ جاتے تھے۔ آخرکار پروفیسر ایم جی روز وینو کی لگاتار اور انتھک کوششیں اس بیماری کا کھوج لگانے میں بارآور ہوئیں اور دنیا میں ہمیشہ یادگار رہیں گی اس نے حفظ صحت کی کانگریس بین الاقوام کے پندرہویں اجلاس میں مختلف تجربوں سے اسکے پھیلنے کے اسباب کو صاف طور پر ظاہر کردیا اور ثابت کردکھایا کہ عام طور پر طویلہ کی مکھی اسکے جراثیم کو منتقل کرتی ہے۔ اب ڈاکٹر اینڈرسن اور فراسٹ بھی اس کی تائید اور تصدیق کرتے ہیں اس مکھی نے جنم تو لیا تھا پہلے پہل یورپ میں۔ لیکن اب تجارتی جہازوں کے ساتھ قریب قریب سب تہذیب یافتہ ممالک میں پہنچ گئی۔

طویلہ کی مکھی اور گھر کی مکھی میں فرق

سطحی نظر میں گھر کی مکھی اور طویلہ کی مکھی میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو اسکے تھوتھن میں ایک نشتر سا لگا ہوا نظر آئیگا۔ جس سے وہ انسانوں اور جانوروں کا خون پینے کیلئے نیش کرتی ہے۔ اسکے علاوہ اس کے جسم پر بھورے بھورے اور کالے کالے دھبے معمولی مکھیوں کی نسبت بہت زیادہ نمایاں ہوتے ہیں اور باریک نوکیلے جو دو ہونٹ سے نکلے ہوتے ہیں۔ ان پر صرف بیرونی جانب بال ہوتے ہیں۔ اسکے ماسوا بعض رگیں معمولی مکھی کی رگوں سے ذرا زیادہ کم خمیدہ ہوتی ہیں۔

عموماً خون چوسنے والی مکھیوں کے امراض کے جراثیم کو منتقل کے طریقے

خون چوسنے والی مکھیاں جو بیماریوں کے جراثیم کو منتقل کرتی ہیں ان کا طریقہ جدا ہوتا ہے ڈنک مارکر جب یہ بیمار انسانوں یا

جانوروں کا خون پیتی ھیں تو انکی ڈنک متاثر خون میں ڈوب کر زہر میں بجھے ہوئے نشتر کی طرح خطرناک ہو جاتی ھے یہی ڈنک جب کسی تندرست انسان کے خون میں داخل ہوگی تو اس کا وہی اثر ہوگا جو زہریلے نشتر کا ہوا کرتا ھے۔ چنانچہ جانوروں کو بعض بیماریاں اور انسانوں کو سہر اور سبات کی شکایات اسی طریقے سے ہوتی ھیں۔

طویلہ کی مکھی کی وجہ تسمیہ اوراسکی ایذارسانی

طویلہ کی مکھی جلبیات و ضرعیات (دودھ بلانے والے جانوروں کی قسم) ہی کا خون پیتی ھے اور اسی زمرہ میں انسان بھی داخل ھے۔ خصوصاً گھوڑے اور گائے بیل کے خون کا اس کو لپکا ہوتا ھے۔ تھان اور طویلوں میں بکثرت پائی جاتی ھے اس لئے اسکو طویلہ کی مکھی کہنا بیجا نہیں۔ اسکا بیماری کے جراثیم کو منتقل کرنیکا طریقہ بالکل وہی ھے جو خون چوسنے والی مکھیوں کے بارے میں بیان کیا گیا۔ بیماری کو منتقل کرنے کے علاوہ یہ کاٹتی اس بری طرح سے ھے کہ جانوروں کے جوڑ اور پھرے سوجھ جاتے ھیں اور بسا اوقات پیر ہلانا اور اٹھنا بیٹھنا دشوار ہو جاتا ھے۔ چونکہ دھوپ اسکو بہت پسند ھے اس لئے یہ عموماً صحن اور مکان کے بیرونی حصوں میں رہا کرتی ھے لیکن رات کے وقت یا جاڑے برسات میں گھر میں پناہ لیتی ھے انسان چونکہ نازک بدن ھے اسلئے اسکو انسان کا خون پینے میں زیادہ آسانی اور سہولت ہوتی ھے۔

طویلہ کی مکھی کے توالد و تناسل کا طریقہ

اسکے انڈے دینے اور پیدایش کے مقالات اور طریقے ویسے ہی ہوتے ھیں جیسے معمولی مکھیوں کے فرق کچھ ھے تو اس قدر کہ یہ جھول میں ساٹھ انڈے دیتی ھے۔ موافق حالات میں کوئی بیس دن کی مدت میں انڈوں سے مکھیاں بن جاتی ھیں لیکن جس جگہ یہ انڈے دیتی ھے وہاں کبھی روشنی کا گزر ہو یا وہ مقام خشک ہو جائے تو پھر مدت ایک مہینہ تک بڑھ جاتی ھے۔ اور اگر

ماحول اس کی پیدایش کے لئے بالکل ناموزوں اور ناموافق ہو تو کبھی کبھی تین تین مہینے بھی گزر جاتے ھیں -

طویلہ کی مکھی کی اقسام اور انسانوں کیلئے خطرہ

طویلہ کی مکھی کی بھی مختلف قسمیں ہوتی ھیں - جن کو کسان اور کنبی خوب جانتے ھیں - بعض تو شہد کی مکھی کے برابر بڑی ہوتی ھے - مگر چھوٹی ہوں که بڑی ھیں سب انسان اور جانوروں کی دشمن - اور دشمن بھی ایسی زبردست که وسط افریقه میں لاکھوں کروڑوں حبشیوں کو ته خاک کردیا - پھر کوئی وجه نہیں که انسان اسکے ظلم سہے اور مخالفت پر کمر نه باندھے -

خاتمه

خلاصه مباحث

غرض اس لمبی چوڑی کہانی کا خلاصه یه ھے که متعدی بیماریوں میں انسان جراثیم کے منتقل ہونے سے مبتلا ہوتے ھیں بشرطیکه طبیعتوں میں دفاع کی قوت جو ہوتی ھے وہ اُن کے مقابله کی تاب نہ لاسکے - اور یه اکثر ہوتا ھے اسی وجه سے بیماری کے جراثیم منتقل ہوتے ہی اکثر و بیشتر بیماری میں مبتلا ہوجاتے ھیں اور یه جراثیم منتقل ہوتے ھیں کئی طریقوں سے گھر کی مکھیوں کے سہارے جو گھراور پڑوس کاکیا ذکر دور دور تک بیماریوں کو پہنچاتی ھیں اسی پہلو سے گھر کی مکھی جان کی دشمن ھے - اس مکھی کے ذریعه بیماریوں کا شایع اور منتقل ہونا ہمارا قیاس نہیں بلکه اطبا اور ڈاکٹروں کے مدتوں کی تحقیق اور تفحص کا نتیجه ھے اور مختلف تجربے اسکے شاہد ھیں اس کو معمولی بات سمجھ کر نظر انداز کر دینا فاش غلطی ھے اور اسی غلطی اور غفلت کی سزا ہم صدیوں سے بھگت رہے ھیں - گو کارخانه قدرت میں مکھی کا وجود زمانه قدیم میں انسان کی پیدایش سے پہلے مفید تھا اب بھی

انسانوں کی آبادی کے باہر مفید ہے مگر جہاں انسان رہتے سہتے ہوں وہاں اسوقت اسکی مطلق ضرورت نہیں بلکہ اسکا وجود جیسا کہ بیان کیا گیا خطرہ کا موجب ہے۔ اسی لئے اسکے قدرتی دشمنوں کی حفاظت جن کو اب تک انسانوں نے محض نادانی سے پامال کیا واجب اور ضروری ہے تاکہ اسکی تباہی میں وہ ہمارے ساتھی ہوں۔ ہر شخص کا اخلاقی، تمدنی، معاشرتی فریضہ ہے کہ مکھیوں کی ہلاکت اور انسداد میں جہاں تک ہوسکے کوشش سے دریغ نہ کرے تاکہ وہ خود اسکے بال بچے، بھائی بند اور ابنائے جنس ان کے فتنہ و شر سے محفوظ رہ کر سکھ چین سے زندگی بسر کریں اور مصیبتوں کا نشانہ اور بے وقت کی موت کا شکار نہ بنیں۔ اسکیے لئے عوام کے خیالات کی اصلاح مقدم ہے تاکہ خطرہ کا احساس چھوٹے بڑے کو ہو اور نہایت آسانی سے اس مفید مقصد کی تکمیل ہو۔ گھر اور باہر مکھیوں کی بیخ کنی اور ہلاکت کیلئے متعدد اور مختلف عملی طریقے بیان کردئے گئے۔ اگر ان سے کام لیا جائے تو امید قوی ہے کہ مکھیوں کے ساتھ متعدی بیماریوں کی روک تھام اور بیماروں کی تعداد میں کافی کمی واقع ہوگی۔

علوم طبیعات اور حقایق اشیا کا جاننا ضروری ہے

خوش قسمت ہیں وہ قومیں اور مبارک ہے وہ سر زمین جہاں بہادر اسکاٹ جیسے نفوس پیدا ہوں۔ یہ نکلا تو تھا قطب جنوبی کی تلاش میں اتفاق سے سامنا ہوگیا کمبخت موت کا۔ سردی اور فاقوں کی مار سے جب ڈگڈگی میں دم رہ گیا اور موت منہ کھولے کھڑی نظر آنے لگی تو اس نے دم واپسیں اپنی بی بی کے نام یہ چٹھی لکھی جو آب زر سے تحریر کرنے کے قابل ہے۔

«محرم راز۔ میرا کوچ کا وقت قریب آگیا۔ گھڑی ساعت کا مہمان ہوں۔ تمہارا اللہ نگہبان ہے۔ ایک لخت جگر تمہاری آغوش میں چھوڑ آیا ہوں۔ اتنی توجہ کرنا کہ علوم طبیعات اور حقایق اشیاء کا ابتدا ہی سے

اس کو چسکا لگا دینا کیونکہ یہ اور کھیل کود سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ اسکی صحت کا خیال رکھو اور کاہل اور نکما نہ بننے دو» ۔

اولاد کے لئے اس سے بہتر وصیت نہیں ہوسکتی۔ اور نہ اس سے بڑھ کر دماغی تفریح کا سامان دنیا میں کوئی اور ہو سکتا ہے کہ انسان صانع حقیقی کی قدرت کاملہ کا صحیفۂ فطرت میں مطالعہ کرے جہاں ہر چیز میں ایک انضباط و انتظام بدرجہ اتم موجود ہے۔ اور سچ پوچھو تو تہذیب و ترقی کا معیار بھی یہی ہے کہ انسان چشم بصیرت کو وا کرے موجودات عالم کے حقیقت کو سمجھنے اور جاننے کی کوشش کرے اور ان سے مفید نتائج اخذ کرتا رہے انسانوں نے گو بہت کچھ ترقی کی ہے لیکن اب بھی ان کی غفلت پر نظر ڈالو تو یہ کہنا پڑے گا کہ ہنوز دلی دور ہے۔

ماہرین فن سائنس کے قابل قدر مشوروں پر کافی توجہ کرنی چاہئے

یہ سچ ہے کہ ہر شخص کو جان پیاری ہوتی ہے اور کوئی چاؤ سے رنج و محن کا سودا نہیں مول لیتا۔ لیکن گمراہی اور غفلت کا کوئی علاج نہیں۔ خود چونکنا اور متنبہ ہونا تو رہا ایک طرف سائنس والوں کی چیخ پکار پر ہم کانوں میں انگلیاں دھرتے ہیں اور ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ حالانکہ انسانوں کا یہ گروہ ہراول کی طرح ہمارے آگے آگے ہوتا ہے اور میدان کے اونچ نیچ اور خوف و خطر سے آگاہ کرتا ہے۔ لشکر کی فلاح و بہبود تو اسی میں ہے کہ اسکی آواز پر کان لگائے رہے اور اسکی مفید ہدایات پر عمل کرے لیکن اسکے خلاف ہماری مثال اس غافل گروہ کی سی ہے جو ایک طوفان خیز دریا کے پل پر سے نہایت اضطراب اور بے تابی سے گزر رہا ہو اور اس پل کا یہ نقشہ ہے کہ پیر ادھر اُدھر بے طور پڑا اور غڑاپ سے دریا میں غرق ہوگئے اور ہوتا یہی ہے کہ پل کے اس پار معدودے چند ہی پہنچتے ہیں۔ بس یہی حال ہماری زندگی اور عمر طبعی کی آخری منزل کا ہے کہ سیکڑوں ہزاروں میں کوئی گھر شاذ ہی ہوگا جہاں بڑھاپے کی نورانی صورت دکھائی دے۔

قوم اور ملک کی بد بختی نہیں تو کیا کہ ایک شخص عمر گنوا کر علم و ہنر اور تجربوں کا ذخیرہ جمع کرنے کے بعد عین اس وقت میں جبکہ وہ ملک و ملت کے حق میں مفید اور کارآمد ثابت ہوسکتا ھے ذرا ذرا سی غفلت سے بیماریوں میں مبتلا ہوکر بے وقت دنیا سے رحلت کرجائے ۔ ایسوں کا چل بسنا صرف خاندان اور کنبہ کی نہیں بلکہ ملک اور قوم کی نامرادی اور بد نصیبی ھے ۔

ممکن ھے کہ کوئی کہہ اُٹھے کہ یہ سب ٹھیک اور بجا لیکن ان باتوں کو گھر کی مکھی سے کیا تعلق ۔ مگر ذرا سے غور سے معلوم ہوگا کہ اس سے تعلق ھے اور گہرا تعلق ھے ۔ حقایق اشیاء سے جب قوم اور ملک کے نونہالوں کو آگہی نہیں تو انہیں کیا خبر کہ علم کے وہ دفینے جن کا منفردہ اور مجتمعہ زندگی سی گوشت و ناخن کا تعلق ھے کہاں ھیں مثال میں اسی گھر کی مکھی کو لیجئے ۔ اسکی پیدائش ، نشونما ، ساخت اور جراثیم کو منتقل کرنے کے ڈھنگ سے چونکہ ہم بے بہرہ ھیں اسلئے ہم اس سے کوئی تعرض نہیں کرتے ورنہ خدا نخواستہ انسان کچھ مرنے پر تھوڑے ہی کمر باندھے ہوے ھیں کہ خواہی نخواہی جان بوجھ کر دہکتی آگ میں کود پڑیں ۔

محمد اسد اللہ

یہ کام وسیع پیمانہ پر نہیں ہو سکیگا۔ رؤسا اور بہی خواہان کالج سے ہماری استدعا ہے کہ سائینٹفک سوسائٹی کیلئے عطیہ جات دیکر نونہالان قوم کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

محمڈن کالج علیگڈھ کے ایک ہونہار طالب علم محمد اسد اللہ صاحب متعلم درجہ بی۔ایس۔سی نے نہایت محنت اور جانفشانی سے میرے ایماء پر مختلف انگریزی کتب کی مدد سے گھر کی مکھی کے حالات متعدی امراض کے شیوع اور ان کے انسداد کے متعلق یہ عام فہم رسالہ تالیف کیا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ سائینٹفک سوسائٹی کی طرف سے جواں ہمت مؤلف کو اس تالیف کے صلے میں ایک ثمین بٹوا نقد انعام دیا گیا۔ مجھے اس رسالے کے مفید ہونے کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اردو خواں اصحاب اس کے مضامین سے بے حد محفوظ ہونگے۔گو میں اس رسالے کیے متعلق مزید تنقید مدیران جرائد اور نقادان فن کا حصہ سمجھتا ہوں بضحوائے ۔ ع مشک آنست کہ خود بگوید نہ کہ عطار بگوید ۔ لیکن اس قدر ضرور کہوں گا کہ عزیزم محمد اسد اللہ کی علمی مساعی کا یہ ثمر اولین ، زبان کی سلاست ، شگفتگی ، حسن ادا ، نفس مضمون کی اہمیت اور دلچسپی کے باعث انشاء اللہ العزیز مقبول خاص و عام ہوگا اور اس سے اعلی علمی خدمات کا پیش رو بنے گا۔ السعی منا والا تمام من اللہ۔

فیروز دین مراد

مدرسة العلوم علیگڈھ ۔ یکم محرم الحرام سنہ ١٢٣٧ ھجری
مطابق ٨ ۔ اکتوبر سنہ ١٩١٨ء میلادی

عرض حال

پہلا ایڈیشن (سنہ ۱۹۱۹ء)

مڈیکل رپورٹوں اور سائنٹیفک تحقیقات سے یہ بات واضح ہے کہ بہت سی متعدی بیماریوں کی اشاعت مکھیوں کی وجہ سے ہوتی ہے اور اگر مکھیوں کا قلع قمع کر دیا جائے تو اطبا کا خیال ہے کہ امراض میں نمایاں کمی واقع ہوگی۔ لیکن اکثر و بیشتر معلومات انگریزی زبان میں ہونے کی وجہ سے محض اردو داں پبلک ان سے ناواقف ہے اور یہی وجہ ہے کہ مکھیوں سے تغافل اور لاپروائی عام طور پر کی جاتی ہے۔

اُستاد محترم شیخ فیروزالدین مراد صاحب بی۔اے۔ایم۔ایس۔سی نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ سلیس اردو میں ایک تفصیلی عام فہم مضمون مکھی کے حالات، امراض متعدی کے شیوع وغیرہ کے متعلق لکھوں تاکہ اردو داں پبلک اس سے فائدہ اٹھائے اور ہم عصر طلبہ میں اس جیسے اور مضامین پر قلم اٹھانے کا شوق پیدا ہو۔ چونکہ مضمون بذات خود نہایت مفید تھا اور تعمیل حکم اور خود طالب علم سائنس ہونے کے اعتبار سے سائینٹفک سوسائٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڈھ کے مقاصد کی تکمیل میں ہاتھ بٹانا میرا فریضہ تھا میں نے اپنی بساط بھر کوشش سے مکھی کے متعلق یہ رسالہ لکھنا شروع کر دیا۔ بلدہ حیدرآباد دکن میں جب میرے دوست احباب کو معلوم ہوا تو انہوں نے اصرار کیا ہے کہ مضامین متذکرہ بالا انجمن اتحاد کے جلسہ میں سناؤں۔

مضامین کسی خاص کتاب کا نہ تو لفظاً لفظاً ترجمہ ہیں اور نہ ترتیب مضامین میں کسی خاص مصنف کی پیروی کی گئی ہے۔ لیکن اس کا اعتراف ہے کہ تفصیلی معلومات کا بڑا حصہ مسٹر ایف ڈبلیو فٹنر سمن کی

قابل تعریف کتاب «گھر کی مکھی انسان کی قاتل» سے حاصل ہوا ھے جس کیلئے میں لائق مصنف کا شکریہ ادا کرنا اپنا خوشگوار فرض سمجھتا ہوں -

میں سائنٹیفک سوسائٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڈھ کے اراکین مجلس انتظامی کا تہ دل سے شکرگزار ہوں کہ انہوں نے میری ناچیز کوشش کی بیحد قدر و منزلت کی اور ان مضامین کو سوسائٹی مذکور کے مصارف سے طبع کرکے رہین منت کیا -

کانفرنس گزٹ کے حصہ سائنس میں یہ مضامین «گھر کی مکھی انسان کی قاتل» کے عنوان سے شایع ہوئے تھے لیکن میرے شفیق مکرم محمد الیاس صاحب برنی ایم اے (علیگ) نے مشورہ دیاکہ بجائے اسکے اسکا نام «گھر کی مکھی جان کی دشمن» رکھہ دوں کیونکہ اس سے دشمن کا ہر وقت ساتھہ رہنا بھی واضح ہو جاتا ھے - میں صاحب موصوف کا اس مناسب مشورہ پر شکریہ ادا کرتا ہوں بنظر اختصار سرورق پر رسالہ ہذا کا نام «جان کی دشمن مکھی» تحریر کیا گیا ھے لیکن مکھی سے ہر جگہ اس رسالہ میں «گھر کی مکھی» مراد ھے -

اگر اس رسالہ کو پڑھ کر لوگ خطرہ سے متنبہ ہو جائیں اور مکھی کے فتنہ و شر سے بچنے کے تدابیر عمل میں لائیں تو میں یہ سمجھوں گا کہ میری محنت ٹھکانے لگی -

دوسرا ایڈیشن (سنہ ۱۹۲۲ء)

یہ ایک حسن اتفاق ھے کہ میری ناچیز علمی کوشش کی ملک میں اس قدر قدر و منزلت ہوئی کہ «جان کی دشمن مکھی» کا پہلا ایڈیشن (جو سائنٹفک سوسائٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڈھ کی نذر تھا) دو مہینوں کی قلیل مدت میں ہاتھوں ہاتھہ بک گیا جناب سکریٹری صاحب ٹکسٹ بک کمپنی صوبہ متحدہ علاقہ سرکار عظمت مدار نے بذریعہ مراسلہ نشان (جی - ٤٧٤١) مورخہ ۲۸ - جنوری سنہ ۱۹۲۰ء اطلاع دی کہ کمیٹی

مذکور نے کتب خانوں اور جملہ مدارس اور ٹریننگ کلاسوں کی انعامی کتب میں شامل کرنے کیلئے تجویز کیا ھے - اور بذریعہ مراسلہ نشان (۲۳۵۷) مورخہ ۱۳ - آگسٹ سنہ ۱۹۱۹ء جناب ہیلتھ افسر صاحب بلدۂ بھوپال نے کثیر تعداد میں نسخے طلب کئے اسکے علاوہ سررشتہ تعلیمات ممالک محروسہ سرکارعالی نے بذریعہ مراسلہ نشان (۷٤) مورخہ ١٤- آذر سنہ ۱۳۳۰ف اطلاع دی کہ صدر مجلس انتخاب کتب منعقدہ ۲۷ - آبان سنہ ۱۳۲۹ف نے یہ طے کیا کہ « کتاب مفید ھے - پرائمری مدارس کے استادوں کیلئے خرید کر دیجائے تاکہ وہ اس مضمون کو طلباہ کے ذہن نشین کرائیں » اسی بناء پر سررشتہ مذکور سے ذریعہ مراسلہ نشان (۲۰۳۲) مورخہ ٦ - امرداد سنہ ۱۳۳۱ف (۲۱۲۲) نسخوں کے ارسال کرنے کیلئے فرمائش کی - ان کے علاوہ طبع ثانی کے لئے میرے دوست احباب کا بیحد اصرار اور کتب فروشوں کا تقاضا جاری تھا مشاہیر ملک اور رسالے جات کی گراں قدر تنقیدوں سے حوصلے بڑھ گئے - بس ان وجوہ سے میں نے شروع سے آخر تک کتاب کی نظر ثانی کی اور طرز بیان کو اور بھی سلیس اور عام فہم بنانے میں میں نے بساط بھر کوشش کی ھے - خدا جانے کہاں تک اپنے مقصد میں کامیاب ہوا ہوں میرے لئے انتہائی مسرت اور میری محنت کا بہترین صلہ یہی ھے کہ اسکے مضامین پر پبلک پوری پوری طور سے عمل پیرا ہوجائے - وما توفیقی الا باللہ العظیم -

تیسرا ایڈیشن (سنہ ۱۹٦۰ء)

معمولاً بارش کے ساتھ ساتھ ہر طرف مکھیوں کی یورش ہونے لگی تو اُن کی مضر صحت کارستانیاں پیش نظر ہوگئیں- خیال ہوا کہ مکھیوں سے متعلق مفید معلومات کے ذخیرہ کی پھرسے اشاعت کرکے عوام کو خطرہ سے آگاہ کردینا انسانیت کا تقاضا ضرور ھے -

محمد اسد اللہ (حیدرآبادی)